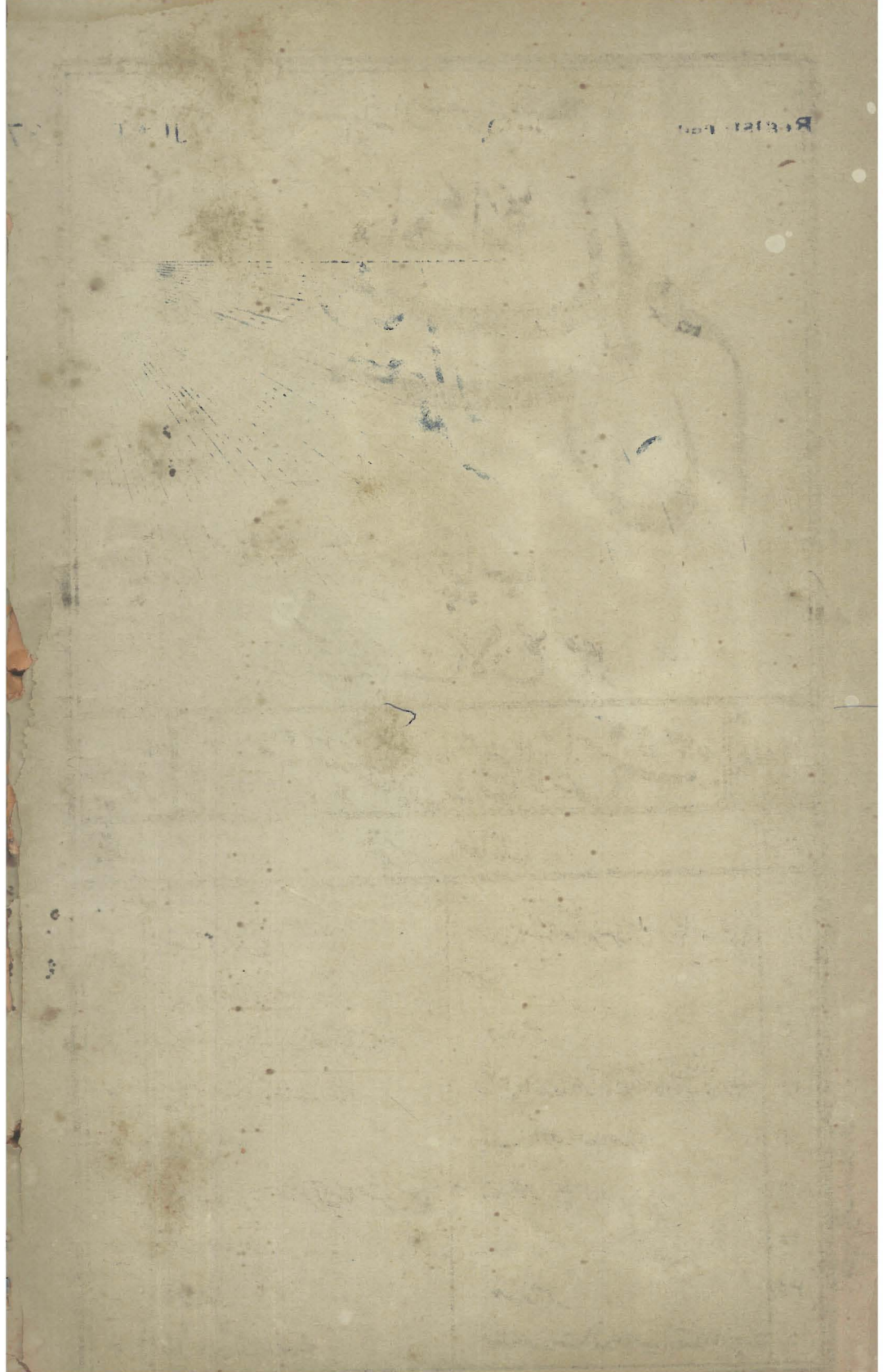


Registered No. L. 2650.

JUNE, 1937



تحت اہتمام حضرت مولانا ظہور احمد صاحب گوی امیر خزانہ انصار بمبئیہ
(پنجاب)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شہادۃ الاسلام

مقارہ اشاعت

جامع مسجد بھیرہ پنجاب

چند سالانہ عرصہ

جلد ۱ باب ۱۰۳۶ مطابقت ماہ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ نمبر ۶

نمبر شمار	فہرست مضامین	نمبر صفحہ
۱	حضرت عیسیٰ کا دفن آور آمد ثانی	۲
۲	غازی محی الدین اور نگ زیب	۸
۳	ہر دو قسم مرزا ایت پر ایک تنقیدی نظر	۹
۴	عیسائی دوستوں کیلئے نئے افکار	۲۲
۵	قادیانی شین	۲۴
۶	شیعوں کے اعداد حفظ قرآن کا حشر	۲۵
۷	دعوت اسلام	۲۷
۸	عرض حال	۳۵
۹	مرزا یوں کے چند مغالطے	۳۸
	مولوی حبیب صاحب امرتسری مسلخ خربالہ انصار بھیرہ	
	ماخوذ	
	مدامیر	
	حضرت تکریم خانہ مولانا محمد قمر الدین صاحب انشائیہ شریف	
	جناب شاکر صاحب صدیقی	
	زمانہ نگار از چکوال	
	مدامیر	
	مولانا محمد رحمت اللہ صاحب ارشد مہار پوری	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحوہ و تفصیلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت عیسیٰ کا رفع اور آدنیانی!

حضرت امام عبدالوہاب شمراتی کی زبانی

رازمولوی حبیب اللہ صاحب مرثویہ تہذیب عربیہ انصاریہ

الحمد لله رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین وعلیٰ آلہ
واصحابہ اجمعین

مرزا قادیانی کا اعتراض
واضح ہو کہ فرقہ مرزائیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ازالۃ اویام
(مطبوعہ ۱۳۰۸ھ ریاض ہند پریس امرتسر) کے صفحہ ۳۲۵ و ۳۲۸ و ۳۳۸

۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ کتاب تحفہ گولڑ دیہ کے صفحہ ۵ (مطبوعہ ۱۹۱۴ء ضیاء الاسلام پریس قادیان، طبع ثانی)
اور کتاب منیر براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۲۱۶ و ۲۱۷ (مطبوعہ ۱۹۰۸ء انوار احمدیہ پریس قادیان) اور کتاب کینہ مکالات
اسلام کے صفحہ ۲۵ پر جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔

”پھر دوسری آیت جو عام استدلال کے طریق سے مسیح ابن مریم کے فوت ہوجانے پر دلالت کرتی ہے یہ
آیت ہے۔ وما جعلناہم جسد الا یاکلون الطعام وما کافوا خالکدین یعنی کسی نبی کا
ہم نے ایسا جسم نہیں بنایا جو کھانے کا محتاج نہ ہو اور وہ سب مر گئے کوئی ان میں سے باقی نہیں“

مرزا غلام احمد کے اس اعتراض کا جواب دینے سے پیشتر میں ناظرین کی توجہ کو مرزا قادیانی کے مریدوں میں
سے حکیم خدا بخش مصنف کتاب ”عمل مصطفیٰ“ کے ایک مخالف کی طرف پھرتا ہوں حکیم خدا بخش مرزا کے مخالف کی
تردید کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا اعتراض کا جواب بھی ساتھ ہی آجائے گا وصالوفیق الا باللہ
علیہ توکلت والیہ انیب۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدوں میں سے ایک مرید ابو اعطا
حکیم خدا بخش مرزا کا مخالف حکیم مرزا خدا بخش ہے۔ اس نے ایک ضخیم کتاب ”عمل مصطفیٰ“

نامی لکھی تھی۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۹۰۱ء میں اسلام آباد میں چھپی تھی۔ اور دوسری بار دہلی میں

حکیم نور الدین صاحب بھیروی کے زمانہ میں ۱۹۱۳ء و ۱۹۱۴ء میں چھپی تھی۔ اس کتاب کے حصہ اول مطبوعہ اگست ۱۹۱۳ء وزیر ہند پرپس امرت سر کے باب آٹھویں کی شریوں فصل میں بعنوان "سیح کی وفات پر دیگر اشخاص کی شہادت" صفحہ ۵۲۳ پر لکھا ہے۔

"شہادت امام شہرانی رحمۃ اللہ علیہ وہ اپنی کتاب طبقات جلد ثانی صفحہ ۴۴ لکھتے ہیں وکان یقول ان علی بن ابی طالب دفع عیسیٰ علیہ السلام وینزل عیسیٰ علیہ السلام وہ کہتے تھے کہ علی بن ابی طالب بھی اسی طرح اٹھائے گئے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس دنیا سے وفات پا کر اٹھائے گئے ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی لعنت کی موت سے بچ کر طبعی موت کے بعد آسمان پر گئے۔" نزہۃ کوکب کتاب محقق صفحہ ۱۱۹۔ اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۴ صفر ۱۳۴۵ صفحہ ۵۔ رسالہ تشیخ الذل ان بابت ماہ نومبر ۱۹۲۱ صفر ۲۳

الجواب۔ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے حکیم مولوی خدابخش مرزا نے اس مخالفہ کی تردید ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ذرا غور سے سنئے۔

حضرت امام عبدالوہاب شہرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "طبقات الکبر" نامی مطبوعہ ۱۳۱۵ھ مطبع عامرہ بمصر کی جلد دوم کے صفحہ ۳۹ پر کسی اشخص کا ذکر کرتے ہوئے ان کا مذہب یوں نقل کرتے ہیں۔ "وکان یقول ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دفع عیسیٰ علیہ السلام۔ ترجمہ میں وہ کہا کرتے تھے کہ تحقیق حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اٹھائے گئے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نازل ہوں گے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔" کتاب طبقات الکبر نے کی اس عبارت کا سیاق و سباق بتلا رہا ہے کہ کسی اشخص کا قول حضرت امام عبدالوہاب شہرانی نے نقل کیا ہے۔ یہ نہیں کہ یہ ان کا اپنا عقیدہ ہے۔ امام صاحب نے اس جگہ قلت یا قول نہیں لکھا ہے۔ ان الفاظ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا اشخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رنج اور نزول کا قائل تھا حضرت امام عبدالوہاب شہرانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ دیکھنا ہو تو ان کی مشہور معروف کتاب "الایقوت و الجواہر فی بیان عقائد الاکابر" (مطبع مینیمہ مصر) کی جلد دوم۔ بحث ۶۵ خوب سے پڑھو۔

حضرت قطب ربانی غوث محمدانی عالم ربانی امام عبدالوہاب شہرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الایقوت و الجواہر فی بیان عقائد الاکابر" کی جلد دوم۔ بحث ۶۵ صفحہ ۲۹۰ و ۲۹۱ میں فرماتے ہیں۔ "اگر تو سوال کرے کہ جب عیسیٰ آئے گا تو پھر کب مرے گا تو جواب اس کا یہ ہے کہ جیسا کہ شیخ اکبر محی الدین نے فتوحات کے باب ۳۶۹ میں فرمایا ہے کہ جب وہ حجلال کو قتل کریگا۔ اس وقت فوت ہوگا۔"

اگر سوال کرے کہ حضرت عیسیٰ کے نزول پر کیا دلیل ہے تو جواب یہ ہے کہ اس کے نزول پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے **وَانْ مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ الْاَلِیُوْمنُنْ** بہ قبل موقہ یعنی جس وقت نازل ہوگا اور لوگ اس پر اکتھے ہوں گے اور معتزلہ اور فلاسفہ اور یہود اور نصاریٰ جو عیسیٰ کے جسم کے ساتھ آسمان پر جانے کے منکر ہیں اس وقت یہ سب لوگ ایمان لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ **وَافَہ لَعَلْہُمُ لِّلْساۃِ** (اور عیسیٰ البتہ قیامت کی نشانی ہے)، اور قرآن کے لفظ علم کو عین اور لام کے زبر کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور ان میں جو منمیر ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **وَلَمَّا ضَرَبَ ابْنُ مَرْثَمٍ مِّثْلًا** اور اس کے معنی یہ ہیں کہ تحقیق حضرت مسیح کا نازل ہونا قیامت کی نشانی ہے اور حدیث میں دجال کی صفت میں آیا ہے کہ لوگ نماز میں ہوں گے کہ ناگہاں اللہ بھیجے گا حضرت مسیح ابن مرثم کو وہ نازل ہوں گے دمشق کی مشرق کی طرف سفید منارہ کے پاس حضرت مسیح نے زرد رنگ کی دو چادریں پہنی ہوئی ہوں گی دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوں گے پس حضرت عیسیٰ کا نازل ہونا کتاب و سنت کے ساتھ ثابت ہو گیا۔

حق یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم کیساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور اس کیساتھ ایمان لانا واجب۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **بَلْ رَفَعْنَاہُ الْاِلٰہِ** (بلکہ اللہ نے عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھالیا) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جان کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان میں جانے کی کیفیت اور اس کے اترنے اور آسمان میں ٹھہرنے کی کیفیت اور کھانے پینے کے سوا اس قدر ٹھہرایا اس قبل سے ہے کہ عقل اس کے جاننے سے قاصر ہے اور ہمارے لئے اس میں بجز اس کے کوئی راستہ نہیں کہ ہم اس کے ساتھ ایمان لائیں اور اللہ کی اس قدرت کو تسلیم کریں۔ پس اگر کوئی سوال کرے کہ اس قدر عرصہ تک کھانے پینے سے بے پڑا رہنا کیس طرح ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا یَاۡکُلُوْنَ الطَّعَامَ** یعنی ہم نے انہیں کو ایسا جسم نہیں بنایا جو کھانے پینے سے مستغنی ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ طعام کھانا اس شخص کے لئے ضروری ہے جو زمین میں ہے کیونکہ اس پر سوا گرم و سرد وغالب ہے۔ اس لئے اس کا کھانا پینا تحلیل ہو جاتا ہے جب پہلی غذا مضمحل ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اور غذا اس کے بدلے میں عنایت کرتا ہے کیونکہ اس دنیا غبار آلود میں اللہ کی یہی عادت ہے لیکن جس شخص کو اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف اٹھائے۔ اللہ اس کے جسم کو اپنی قدرت سے لطیف اور نازک کر دیتا ہے اور اس کو کھانے اور پینے سے ایسا بے پرواہ کر دیتا ہے۔ جیسے اُس نے فرشتوں کو ان سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ پس اس وقت اس کا

لے یہود اور معتزلہ کی طرح آج کل فرقہ بھائی۔ نیچری اور مرزائی کے لوگ بھی اس سے منکر ہیں۔

صفحہ پارہ ۲۵۔ سورۃ مخرجت۔

کھانا تسبیح ہوگا۔ اور اس کا پینا تہلیل ہوگا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سوال کے جواب میں فرمایا جبکہ آپ سے یہ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کھانے پینے کے بغیر پے درپے روزے رکھتے ہیں اور ہم لوگوں کو اجازت نہیں دیتے تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں میرا رب مجھ کو کھانا دیتا ہے اور بانی پلا تہ ہے اور مرفوع حدیث میں ہے کہ دجال کے پھٹنے میں سال قحط کے ہونگے پہلے سال میں آسمان تیسرا حصہ بارش کم کر دے گا اور زمین تیسرا حصہ زراعت کا کم کرے گی اور دوسرے سال میں دو حصے بارش کے کم ہو جائیں گے اور تیسرے سال میں بارش بالکل بند ہو جائے گی۔ پس اسما بنت یزید نے عرض کی یا رسول اللہ اب تو ہم آگنا گوندھنے سے کتنے تک صبر نہیں کر سکتے مسلمان اس دن کیا کریں گے۔

فرمایا جو چیز اہل آسمان کو کفایت کرتی ہے یعنی اللہ کی تسبیح اور تقدیس کرنا وہی چیز اہل ایمان کو کافی ہوگی۔

شیخ ابوطاہر نے فرمایا ہے کہ ہم نے ایک شخص خلیفہ خراطامی کو دیکھا ہے کہ وہ شہر ابہر میں (جو مشرقی بلاد سے ہے) مقیم تھا۔ اس نے ۲۳ سال کچھ نہیں کھایا اور دن رات اللہ کی عبادت میں مشغول رہا تھا اور اس سے اس میں کچھ ضعف نہیں آیا تھا پس جب یہ بات سُن گئی تو علیہ السلام کے لئے آسمانوں میں تسبیح و تہلیل کی غذا ہوتو کیا بعید ہے اور ان باتوں کا اللہ ہی عالم ہے۔

نوٹ: برمند۔ بالا عبارت سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت قطب ربانی امام عبد الوہاب شہرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی حیات اور رفیع جہانی اور نزول کے قائل تھے جیسا کہ انہوں نے صاف طور پر فرمایا ہے۔ ”حق یہ ہے کہ علیہ السلام اپنے جسم کیساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔ اور اس کیساتھ ایمان لانا واجب ہے۔“

مندرجہ بالا عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اعتراض کا جواب بھی آگیا ہے۔ خداوند تعالیٰ مرزائیوں کو ہدایت کرے۔

مرزائے قادیان کے ایک بیکار اعلان

میرزا غلام احمد قادیانی کے ایک غلط صحابی اور امت میرزائیہ کے ایک جلیل القدر رکن عہدہ نبوت پر سرفراز ہونے کا اعلان فرما چکے ہیں۔ میرزائے قادیان نے باب نبوت کا اقتراح کر کے ہر مرقی زدہ والہوں کو اعلان نبوت کی دعوت دے دی ہے۔ امت میرزائیہ میں اس سے پہلے کئی مدعیان نبوت موجود ہیں۔ ان میں سے چنگا بگلیال ضلع راولپنڈی کے مولوی فضل محمد خان کی عمر آج تک ملت میرزائیہ کی قابل قدر خدمات میں گزری ہے۔

میرزا انجمنی نے بھی اپنی تحریروں میں اس کا اعتراف کیا ہے۔ مولوی فضل محمد خان نے بذریعہ کسب و التاب عہدہ نبوت کے حصول کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر میرزا یوں نے ابھی تک اسے نبی تسلیم نہیں کیا۔ باب نبوت اگر کھلا ہو ہے تو کسی مدعی نبوت کے دعویٰ سے انکار کرنا میرزا یوں کا اپنے اصول کے مطابق صریح کفر ہے۔ فضل محمد مذکور کی سابقہ زندگی ان کے سامنے ہے۔ آج تک میرزا نے اسے صادق اور مخلص سمجھتے تھے کیا وہ ہے کہ اب لبثات فیکم عہد امن قبلہ (الایہ) والا غلط معیار اس پر چسپاں کر کے اسے اپنے دعویٰ میں صادق و راستباز تسلیم نہیں کرتے۔ بعض میرزا یوں سے ہم نے سنا ہے کہ فضل محمد کو مرض مرقا دانگیر ہے اس لئے اس کا دعویٰ قابل سماعت نہیں۔ مگر تم حیران ہیں کہ میرزا نے انجمنی اور مرقا دانگیر کا مرض ٹیسٹ کیا یا نہیں تسلیم کرتے ہوئے بھی اس کی نبوت کا ٹھنڈا ورہ پٹیا جاتا ہے۔ مگر وہ سرے میں ان نبوت کو مرقا کی کہلان کی نبوت کا انکار کر دیا جاتا ہے۔

۱۹۳۷ء میں بمقام نادیاں میرزا یوں کے نامور مبلغین مسٹر سلیم مبارک احمد کے ہمراہ بازار کے چوک میں احمدیوں کا بلی مدعی نبوت سے ملاقات ہوئی۔ احمدی صاحب عرصہ گیارہ سال سے دائمی نبوت میں۔ سرے گئے۔ ناک ندارد اور سرور فروش ہیں۔ خادم اسلام اور میرزا یوں مبلغین میں حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

خادم اسلام: احمدیوں کو دعویٰ نبوت کئے ہوئے کتنے سال ہو چکے ہیں۔
مبارک احمد: قریباً نو سال ہو چکے ہیں۔

خادم اسلام: خداوند کریم نے اسے نو سال کی مہلت کیوں دی ہے۔ اس کی قطع تین آج تک نہیں ہوئی۔ نیز آپ اس کو اپنے دعویٰ میں صادق کیوں نہیں سمجھتے۔ آپ کے پاس اس کے کاذب ہونے کی کوئی دلیل ہے۔
مبارک احمد وغیرہ: اسے مرض مرقا ہے۔ دیوانہ ہے۔ ایسے پائل کو نبی کہنا ظلم عظیم ہے۔

خادم اسلام: میرزا صاحب کو مرقا کا مرض تھا۔ اور آپ کا موجودہ خلیفہ بھی اپنا مرقا ہونا تسلیم کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ نہیں صادق سمجھتے ہیں۔

مبارک احمد وغیرہ: ہمارے حضرت صاحب کو مرقا نہیں کہا جاسکتا۔ انہیں خفیف دورہ ہونا تھا جس کا دماغ پر اثر نہ تھا۔ اگر وہ نعوذ باللہ مرقا ہوتے تو اتنا بڑا کاروبار نہ چلا سکتے۔ اور دنیا کو اپنی تصانیف سے محو حیرت نہ بناتا۔
خادم اسلام: نور احمد کا بلی کا ذریعہ معاش کیا ہے۔

مبارک احمد وغیرہ: ہمیرے کا سرمہ بیچتا ہے۔ علاوہ ازیں کچھ اور تجارت کا کام بھی کر لیتا ہے۔
خادم اسلام: مرقا ہوتے ہوئے بیوپار کا کام کیسے کر سکتا ہے۔ اسکے لئے دماغ کا صحت و سالم ہونا ضروری ہے۔
مبارک احمد وغیرہ: آپ نہیں جانتے کہ دیوانہ بیکار خوش ہشیار۔ اپنے مطلب کو خوب سمجھتا ہے اور کامیاب و کانداز ہے۔ اپنے مقصد کو کبھی نہیں بھولتا۔

خادم اسلام۔ کاش آپ ہی جملہ میرزا صاحب کے متعلق بھی کہہ دیتے۔ انہیں بھی دیوانہ بکار خوش ہوا
 اور کامیاب تاج تسلیم کر لیتے۔ اس پر میرزا الیٰی مبلغین بہوت رہ گئے۔ اور ان پر عالم سکتہ طاری ہو گیا۔ مولوی
 فضل محمد چنگا بنگیل والے نے حال ہی میں حسب ذیل اعلان کیا ہے جس پر میرزا الیٰی کو غور کرنا چاہئے۔
 ”۲۰ مارچ ۱۹۳۰ء کو میرزا غلام احمد قادیانی نے حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاکسار یعنی فضل محمد
 کے پاس آکر اپنا یہ بیان لکھوایا۔ کہ میں اب سیدھا سادھا مسلمان ہوں یہ ہمارے استاد ہیں۔
 میں ان کا شاگرد ہوں میں اپنے دعویٰ نبوت سے معزولی کا اعلان کرتا ہوں میں حلقہ باللہ
 کہتا ہوں کہ یہ فقرے غلام احمد قادیانی کے ہیں میرزا غلام احمد قادیانی سے بڑی غلطیاں ہوئیں۔
 جن سے کوتاہ نمیاں پیدا ہوئیں ان کی اصلاح کی جائے گی۔ ہم قادیانی اور رلاہوری پارٹیوں
 کا پہلا نظام توڑ دیں گے۔“

دارالعلوم عزیز یہ بھیرہ

(از زمان مہدی صاحب قاصر علم دارالعلوم عزیز یہ بھیرہ)

جبکہ ہر فرد بشر مداح شانِ مدرسہ
 جب نظر آنے لگا اس میں نشانِ مدرسہ
 دیر تا شاداب ہو یہ گاہِ کاستانِ مدرسہ
 چھپاتی ہی رہیں یاں بلبلانِ مدرسہ
 صاحبِ عمرِ خضر ہو۔ باغبانِ مدرسہ
 خادمِ دینِ محمد۔ سائبانِ مدرسہ
 یہ دعا کرتے ہیں بل کر طالبِ مدرسہ
 سیرِ حیرت کی کریں گے خادمانِ مدرسہ
 غرق ہوں بحرِ فنا میں دشمنانِ مدرسہ
 عیشِ حیرت میں کریں گے بانسینِ مدرسہ

کیا لکھوں کیسے لکھوں داستانِ مدرسہ
 بن گیا ہے آج بھیرہ ہر سیرِ حیرت نشان
 یا الہی منجی کرتے ہیں تجھ سے التجا
 اس چین میں سال بھر بادِ غزال جھوٹے نہیں
 ہے صلوٰۃ بچ گانہ میں ہماری یہ دعا
 خوش طبع شیریں زبان شیریں دہاں خندہ جبیں
 دو جہاں میں عزت و عظمت ہے انکی غلام
 یہ نذر دیتا ہے ہاتھ غیب سے شام و سحر
 لے خدا منظور ہو مقبول ہو یہ بد دعا
 دے رہی ہے یہ بشارت چار سو بادِ صبا

غازی محمد الدین اور نگریب

حکومت میں سطرسی، پی رائے نے ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر نے بنگال کا گورنر ایک نو مسلم برہمن کو مقرر کیا تھا۔ اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ بنگال کے مالیات کو درست کریں اور مینز انیہ کا توازن قائم کریں۔ چنانچہ بنگال کے ہندو مسلمان افسروں کے تعاون کا نتیجہ تھا کہ گورنر مذکور کے زیر نگیں بنگال کے ہندوؤں کیساتھ نہایت منصفانہ سلوک کیا گیا۔ ہندوؤں کو بیج ہزاری اور مفت ہزاری بنایا گیا، منصب داریاں اور ایسے جلیل القدر عہدوں پر ممتاز کیا گیا۔ نیز بڑی بڑی جاگیریں عطا کی گئیں۔ اور وہ بڑے بڑے زمیندار بنا دیئے گئے۔ الغرض شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر ہی تھا جس نے ہندوؤں کو گورنر بنایا، گورنر جنرل کمانڈر انچیف اور جنرل مقرر کیا۔ یہاں تک کہ انعامات ان جیسے خاص اسلامی صوبہ میں بھی جو الیئر اے (نائب السلطنت) مقرر کیا۔ وہ ہندو راجپوت ہی تھا۔ کیا برطانوی اورنگزیب کی شرافت، فراخ دلی اور وسیع قلبی کا ہزاروں حصہ بھی دکھا سکتی ہے۔ مگر آج سیاسی مورخ خود غرضی کی وجہ سے ایسے وسیع الخیال اور بے تعصب ہشتاہ کو متعصب اور ہندو کش ظاہر کر رہے ہیں۔ اور اس نیک نفس بادشاہ کے خلاف غلط اور جھوٹا پردیگشا کر رہے ہیں کہ اسے دیکھ ساری استاس یاد آتا کہ عالمگیر ہندو کش تھا یا انھیں ملکر تھا۔ فاصل مقرر نے تاریخی حقائق کی بنا پر فرمایا کہ بنگال مسلمانوں کے عہد میں انگریزی عہد کی نسبت بہت زیادہ خوشحال تھا۔ لیکن برطانیہ مورخوں نے اپنی منصفانہ تاریخوں میں جو ہندوستان بھر کے سکولوں اور کالجوں میں پڑھائی جاتی ہیں شہنشاہ موصوف کو متعصب اور ہندوؤں کا مخالف بتایا ہے اور لکھا ہے کہ اسے ہندوؤں سے نفرت تھی۔ حالانکہ یہ دعویٰ واقعات کے خلاف اور حقائق کے منافی ہے۔ کھنڈر شرم کی بات ہے کہ ان مصنفوں نے سیاسی خود غرضی کے لئے اتنا بڑا جھوٹ تراش ہے۔ میں ڈاکٹر موزدار مصنف تاریخ ڈھاکہ کیونیورسٹی اور سر براہ ہوتا سرکار کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ ایسی ایک مثال ہی دکھائیں جس سے ثابت ہو کہ شہنشاہ غازی اورنگزیب نے بنگال کے ہندوؤں سے جزیہ وصول کیا ہو۔ یہ سب قصے ایک نیکدل بادشاہ کو بدنام کرنے کی خاطر اور اس کے مقابلہ پر حکومت کو براہ غرض بنانے کے لئے گھڑے گئے ہیں۔

کیا سیوا جی ہندو دھرم کا پیرو تھا۔ سہی ہی رائے نے سیوا جی کے متعلق کہا کہ ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلانے کے لئے سیوا جی کو آجکل کی مروجہ تاریخوں میں ہندو مذہب کا پیرو اور غلط بتایا جاتا ہے۔ لیکن ایسا لکھنا تاریخی حقائق سے انکار کرنے کے مشاؤف ہے۔ کوئی سائنسدان اس جھوٹے آدمی گھڑت افسانہ کو صحیح نہیں مان سکتا۔ کیونکہ سیوا جی کے مقابلہ پر راجہ جے سنگھ تھا جس نے دربار ہی

میں بار بار اس امر کی تاکید کی کہ مسلم کمانڈر اور فوجی افسر و سردار میری دینی جیسے سنگہ کی امداد نہیں کرتے۔ کوئی سلیم العقول انسان ایک منٹ کیلئے بھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ سرٹوں کی جنگیں مذہبی یا فرقہ وارانہ تھیں۔ سید اجماعی کی بناوٹ تو ایک سیاسی بناوٹ تھی۔

شیر شاہ اور اورنگ زیب سبق کو سر پی. رائے نے خاتمہ تقریر پر کہا کہ برطانیہ شیر شاہ سوری اور غازی اورنگ زیب سے بہت سے سبق حاصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے آرام و آسائش کیلئے ٹرکیں بنائیں اور منزل منزل پر کارواں سرائیں تعمیر کر کے ان کی مذہبی اور معاشرتی زندگی کے لئے آہانیاں اور سہولتیں مہیا کیں۔ اسلام کو یہ فخر اور امتیاز حاصل ہے کہ وہ اقوام اور افراد کو مساوات بخشتا ہے۔ ہمیں اونچ نیچ ذاتوں کا فرق نہیں ہے۔ یہی اسلامی مساوات تھی جس نے ہندوؤں کو اسلام کا حلقہ گوسن غلام بنادیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اسلام بڑو شیر نہیں پھیلا، بنگال کے ہندوؤں کو ٹولو۔ تو ان کی روگوں میں نہیں ہندوؤں کو ڈرنا نظر آئے گا۔ ہندو اور مسلمانوں کو میرا یہ پیغام سنا دو کہ وہ اپنے اختلافات مٹا کر ایک متحدہ قوم کی طرح شیر و شکر پھریں۔

نایک ہندو کا زریں عہد بنگالوں کا عہد تانچ بند میں زریں عہد گذرا ہے۔ کیونکہ ہندو وائسرائے افغانستان پر حکمران تھا اور مسلم وائسرائے دکن پر فرمان روا تھا۔ جہاں ہندو آبادی کی اکثریت تھی۔ درحقیقت یہی عہد حقیقی سواراج کا سچا نمونہ تھا۔

سر پی. رائے کی تقریر ختم ہونے پر سٹریٹس ٹیمس الرجن سکریٹری نے کہا کہ سر پی. رائے کی تقریر اور ہمارے قومی خصائل سے ثابت ہے کہ مسلم طلباء اسلام اور ہندوستان دونوں کے وفادار ہیں۔ وہ رجحان پسند نہیں بلکہ حریت پسند ہیں۔ وہ غلامی کا سر کچلنا چاہتے ہیں۔ وزراء کو اس وقت تک ہماری پوری پوری تائید حاصل رہے گی جب تک وہ مفاد عامہ کیلئے مصروف عمل دیکھ رہے ہیں گے۔ لیکن جو بھی وہ غلامی کے علمبردار نہیں گئے۔ ہم ان کے خلاف بغاوت کر دیں گے۔

(پت)

برق آسمانی بر خرمین قادیانی { یہ وہ کتاب ہے جس کا انتظار کرتے کرتے شائقین ہو کر اس کا اول حصہ شائقین کے ہاتھوں میں جا رہا ہے۔ مولانا ظہور احمد صاحب گوبی کی یہ حرکت اگر تصنیف مرزا میں کا ناطقہ بند کر دی۔ شائقین بہت جلد طلب کریں۔ ورنہ ایڈیشن ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ قیمت لاگت کے برابر

صرف آٹھ آنے رہی

چہر دہم مرزا ایت پر ایک تنقیدی نظر

(سلسلہ اشاعت ماہ مئی ۱۹۳۷ء)

تو کوئی بیخ فیصلہ کے حالات مطالعہ کرنے کے بعد اور مرزا ایت کی آخری تحریرات کو دیکھ کر ذرہ بھر بھی اس میں شک کو جگہ نہ دیتا۔ کہ گو شروع میں یہ امت کے ماتحت اپنے آپ کو پیش کر سکتی تھی مگر اب اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ اپنی خانہ ساز نبوت کو پیش کرتے ہوئے اسلام میں قدم رکھے اور ہر ایک منصف صحیح یقین کر لیتا کہ جس زمانہ میں مرزا نے نبوت فریسی کی دوکان کھول کر امت محمدیہ کے مال و مال کو مید ریغ جان کیا تھا علین اسی زمانہ میں آریہ مذہب کا ایک بڑا رشی دیا نند بھی اسی طریق تنازع سے رشی بنا ہوا تھا۔ اب یہ باور کیا جاسکتا ہے کہ اس بروز سی نبوت کا دعویٰ کرنے میں دیا نند کی پیروی کرتے ہوئے تنازع کو بروز سے تبدیل کر دیا ہے ورنہ آریہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ وہ یہ کی تعلیم جب زمانہ حالات سے موافق نہ رہے تو وہی چار رشی کہ جنہوں نے یہ چار وید مرتب کئے تھے دوبارہ رشی کے وجود میں بروز کر کے وید کی تعلیم اے طریق پر پیش کرتے ہیں کہ اس پر کوئی مخالفانہ اعتراض نہ پڑ سکے۔ بعینہ یہی عقیدہ مرزا ایت کی بنیاد ہے کہ اسلام محمد رسالت سے پہلے سو سال تک زمین پر رہا پھر آسمان پر چلا گیا پوسے ایک ہزار سال بعد توح فادیانی محمد کا روپ لیکر اسکو پھر زمین پر لایا اور مسلمان کا قدیم صنم جو جس پر امت محمدیہ آج تک قائم ہے چونکہ اس پر مخالفانہ اعتراض پڑنے لگے اور زمانہ حال کے موافق نہیں رہا تھا۔ اسلئے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کا ایک نیا مفہوم مرتب کیا جائے جو دیکر نئی تشریح کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہوا نظر آئے۔ مختصر یہ کہ دیا نند نے وید کی تشریح نئے طریق پر کی اور مرزا نے قرآن مجید بدل ڈالا بلکہ دیا نند سے ایک دو قدم آگے بڑھ کر دکھلایا کہ فادیانی وحی کا سلسلہ بھی قائم کروا جس کو آج مرزا محمود و محمد جدید قرار دیتا ہے اور قرآن مجید کو عہد قدیم جس کا صاف مفہوم یہ ہے کہ وحی فادیانی اور وحی محمدی بائبل کا مجموعہ سمجھا جاسکتا ہے۔ مگر اب مدارجات صرف وحی فادیانی ہے جس طرح کہ عیسائیت نے عہد جدید پر اپنا دستور العمل قائم کیا ہوئے اسی طرح مرزا ایت نے بھی وحی مرزا ایت کو ہی اپنا دستور العمل قرار دے رکھا ہے۔ مگر بظاہر بائبل کی طرح قرآن مجید کی بھی حوت کرتے ہیں کیونکہ اس سے اپنی تائید پیش کیا کرتے ہیں مگر حقیقی اسلام وحی فادیانی ہی ہے اور یہ جھوٹا بنا کرتے ہیں کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو ہی ملتے ہیں۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور دکھانے کے اور۔ ان کے مال حدیث سے مراد حدیث مرزا ہے اور قرآن سے مراد وحی مرزا۔ اور اس

مرزا ایت احقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ امت محمدیہ کے علماء اسلام متفق آسمانی کے نیچے برترین

مخلوق ہوں گے۔ ہمیں سے فتنہ چھوٹیکا اور ان کی طرف لوٹ جائے گا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میری امت میں ایک آشوب پیدا ہوگا تو لوگ علماء کی طرف رجوع کریں گے۔ تو اس وقت انکے علماء بندرا اور سوربے ہوئے ہوں گے۔ لیکن ایک امتی مجدد اور مشیخ مسیح ہونیکا مدعی ہوگا تو اہل اسلام گھبرائیں گے اور انکے خیالات کو ٹھیس لگے گی اور یہ لوگ دلائل و براہین کے سامنے عاجز آجائیں گے تو عوام الناس علماء کے پاس جائیں گے جو بجائے صحیح جواب دینے کے منہ چڑھائیں گے اور مال بے عزتی کا ثبوت دیں گے۔ جب غیر مسلم اقوام آریہ عیسائی۔ ہندو مسلمان کو مترکزنا شروع کر دیں گے تو انکو ذرہ بھر پر داہنہ ہوگی۔ جب مجاہدین مرزائی ائمہ اکبر کافر سے مشرق و مغرب میں تھلکہ مچا دیں گے تو علماء اسلام فتنے کفر میں کسی کو جال کا فرد گرد گراہ کریں گے اور کسی غازی کو فاسق و فاجر بنا دلائیں گے اور انکی روحانی حالت بندرا و صورت بچائے کی چنانچہ مسیح قادیانی کا قول ہے کہ بن گئے رہنے والوں مرکز نہیں موادی پا کوئی ہے بندر کوئی خنجر میرا اور کوئی ہے مار مولینا حالی نے بھی اس مضمون کو اپنی نظم میں اچھی طرح ادا کیا ہے۔

مسلمان! اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی۔ کجا حدیث کا مضمون اور کیا تمہاری لایینی تشریح۔ کہ مسیح قادیانی جب آئیگا تو یوں ہوگا اور یوں ہوگا۔ ذرہ ہوش سمجھا ل کر دیکھئے کہ پتے منہ سے میاں ٹھونبنا صحیح نہیں آخر واقعات بھی تو کچھ اصلیت رکھتے ہیں۔ جب پہلا عیسائی مبلغ ڈاکٹر نڈر ہندوستان آیا تھا تو خود ہی بتاؤ اس وقت کس نے اس کو ہندوستان چھوڑنے پر مجبور کیا تھا اس وقت جبکہ قادیانی مشن ابھی قائم ہی نہیں ہوا تھا۔ بعد میں جب آریہ نے زور کیا تو مسیح بتاؤ کس نے انکو لاجواب کیا تھا؟ تم تو اس وقت بھی ماں کے پیٹ میں بھی نہیں آئے تھے۔ آؤ ہم اصل واقعات بتائیں۔

درا، عیسائی تبلیغ کی روک تھام کیلئے سب بڑے بڑے علماء اسلام میں سے مجدد و مقت حضرت مولانا رحمت اللہ مرحوم و منقرض منتخب ہوئے تھے۔ مگر ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ آپ نے نہ کوئی مشن قائم کیا اور نہ کسی قسم کا چندہ یا ٹیکس مسلمانوں پر لگایا اور نہ انکو یہ سوجھی کہ اس موقع پر اسلام کے ذریعہ اپنی شکم پروری میں مشک و عنبر اور جابر و جابر بنش قیمت غراک اور ادویات ہم پہنچائیں بلکہ وہ مرد خدا تھے تنہا شب و روز دور دراز پیدل سفر کر کے جاتا تھا اور جہاں ہمیں بھی فتنہ کا اجلاس ہوتا حاضر ہو کر اس کے تمام اعتراضات کا بخیرہ اور جھٹکر رکھ دیتا تھا آخر ثبوت بانجا رسید کہ مسلمان ہر جگہ یوں کے مقابلہ پر آپ ہی کو پیش کرتے تھے اور عیسائی مبلغ ایسے لاجواب ہو چکے تھے کہ مولانا کی صورت دیکھتے ہی جلد برخاست کر دیتے تھے اور جیل پہانہ سے جان چھڑاتے تھے۔ اور آپ کے تمام مناظرے چھپ کر شائع ہو گئے جس سے دیگر علماء اسلام کو بھی تردید عیسائیت میں جرأت پیدا ہوئی اور عیسائی مذہب کا پول صاف کھل گیا اور جو فتنے یا کمزوریاں بائبل میں تھیں اس مرد خدا نے تمام طشت از باہم کر کے سامنے رکھ دیں اور تردید عیسائیت میں متقل کتابیں لکھیں جن کی اشاعت حکومت ہند نے ممنوع قرار دیکر بند کر دی اور پارسی فتنہ کو مھر کی طرف تبدیل کر دیا اور مولانا کو حکومت سے خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں آپ کو نظر بند نہ کر دے اسلئے آپ کو کمرہ کو ہجرت کر کے سلطان عبدالحمید اسوقت خلیفۃ المسلمین تھا فتنہ نے اس

کے عہد حکومت میں تبلیغ نصرا نیت میں اسلام پر اعتراض کرنے شروع کر دیئے۔ وہاں کے علمائے اسلام پیچھے اسے
تھکے مچا دیا ایم جی میں خلیفہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ شاہی انتظام سے ایک مناظرہ ہوگا جس میں اسلام اور عیسائیت کے
درمیان فیصلہ کن ابحاث قائم کی جائیں گی۔ اشتہارات دیکھ کر مولانا بھی وقت پر پہنچ گئے دیکھا تو وہی ذرا تھا جب اس نے
حسب دستور اعلان کیا کہ کیا کوئی ہے اہل اسلام میں سے جو میرے اعتراضات کا جواب دے؟ ابھی یہ کہہ ہی چکا تھا کہ
مولانا سامنے کھڑے ہو گئے۔ مگر دیکھتے ہی کہنے لگا کہ مناظرہ سے پہلے وہ شخص یہاں سے نکال دیا جائے تب مناظرہ ہوگا۔
ورنہ مناظرہ بند کرنا ہوں۔ آخر سب کو خیال پیدا ہوا کہ نہ محامیہ کیا لارز ہے۔ آخر کوئی مولانا کا رد و شناس بھی وہاں نکل آیا جس نے
خلیفہ سے ہندوستان کا سارا ماجرا غلط غلط سے ادا کیا تو غلطی نے سخت پرانے پاس بٹھا کر مولانا کی عزت افزائی کی اور جو
آپ کی تصانیف ہندوستان میں ممنوع اشاعت تھیں ان کا عربی ترجمہ کر کے ایک متعل کتاب انٹھاتا آتی تھی چھپوا کر
ملک میں مفت تقسیم کر دی جو رفتہ رفتہ ہندوستان میں بھی آپہنچی جس کو ہم نے بھی اول سے اخیر تک سرسری نظر سے
معاہدہ کیا ہوا ہے اور آپ کی ایک اور کتاب مصقلہ التعلیف بھی دیکھی ہے جس میں انجیل اربعہ کی تحائف
بیانی کو طشت از باہر کر دیا ہے۔ مولانا کی اور بھی کتابیں ہیں جس سے مستفید ہو کر علمائے اسلام نے عیسائیوں کا ڈک کر
مٹا بنا کیا۔ بہر حال مولانا کو وہاں کے کمرہ پنچاگر مدرسہ حمیدیہ کا ناظم بنا دیا گیا جسے تمام اخراجات خلیفہ کی طرف سے سرخام
پاتے تھے۔ مگر افسوس کہ مولانا نے سچ وقت ہونیکا دعویٰ نہ کیا کہ جنگلے سامنے پوری ایک منٹ بھی ٹھہر نہ سکتے تھے۔ کیونکہ
آپ پتے غادم دین تھے۔ کوئی دنیاوی عرض آپ کے پیش نظر نہ تھی بلکہ عزت کہ خود جو مذکرہ عطار گوید۔

جناب کے بعد مولانا محمد قاسم نافوقی ہفتالیہ میں اکھڑے ہوئے جن کی کتابیں اور جنگلے تمام مناظرات چھپے ہوئے
کثرت دستیاب ہو سکتے ہیں جن میں سے میلہ خدا شناسی کا مناظرہ زیادہ مشہور ہے۔ آپ کا تکیہ کلام تھا ”بندہ درگاہ
حاضر ہے“ آپ کے کلام میں وہ تاثیر تھی کہ عیسائی مناظرہ درخواست کیا کرتے تھے کہ مولانا آپ مجلس مناظرہ میں قرآن مجید
کی تلاوت فرمایا کریں کیونکہ آپ کا قرآن سن کر ہم بے بس ہو کر پی چاہتے ہیں کہ مسلمان ہو جائیں مگر ہوش سنبھال کر پھر مناظرہ
پر ڈٹ جاتے ہیں۔ مولانا نے عیسائیوں کے علاوہ آریوں سے بھی بہت مناظرے کئے ہیں جن میں ایسی باریک مشکلات
کو حل کر دکھلایا ہے کہ اس موضوع پر آریہ کو دوبارہ مناظرہ کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ یہی وہ مولانا ہیں کہ جن کے
خلوص عمل اور توکل سے اللہ نے قصبہ دیوبند ضلع سہارنپور میں قرآن و حدیث کے ایک وسیع دارالعلوم کی بنیاد ڈالی
جس کی امداد خدا کی طرف سے دست غیب سے ہورہی ہے میں چار سو قرآن و حدیث پڑھنے والا طالب علم دو وقت
کھانا کھاتے ہیں۔ انکو کپڑے دیئے جاتے ہیں۔ کتابیں دی جاتی ہیں اور باقی ضروریات بھی ہم اپنی جاتی ہیں۔
خود شہر سہارنپور میں ایک اور دارالعلوم سہیہ مظاہر العلوم بھی کھول دیا ہوا ہے۔ اس میں اسی طرح
مندکلائے اخراجات صرف کئے جاتے ہیں۔ جیسے دارالعلوم دیوبند میں جاری ہیں۔

بہر حال یہ دونوں دارالعلوم دیکھ کر ایک مسلمان ایماندار کی آنکھ کھل جاتی ہے کہ کجا قادیان اور کجا دیوبند قادیان میں صرف جہاد کے دنوں میں تین سو ہزاروں کا کھانا پکاتا ہے تو اسے ہانس پر چڑھا دیا جاتا ہے اور یہاں روزانہ دیوبند اور سہارنپور رات آٹھ سو کا کھانا تیار ہوتا ہے اور کوئی تعجب نہیں جاتا۔ قادیان میں ٹیکس ٹیکس لگائے جاتے ہیں تب بھی آٹے دن روایا جاتا ہے کہ چندہ کرو چندہ کرو ہم مر گئے ڈوب گئے مگر وہاں کبھی ایک فرد بشر سے ایک پانی بھی نہیں مانگی جاتی۔ بلکہ خود بخود لوگ اپنی خوشی سے مالی امداد کرتے ہیں جو آمد و خرچ کیلئے کافی ہو جاتی ہے۔ اس خدائی انتظام کو دیکھ کر میا ختہ زبان سے اعلان ہے کہ جو گہرے کے میٹھک صرف قادیانی کچھ کر اسلامی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں وہ اگر دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کی آمد و خرچ پر نظر ڈالیں اور غیبی امداد کا سلسلہ اپنی آنکھ سے دیکھیں تو واللہ ضرور حیرت و تعجب انھیں گے کہ اُسے ہم تو صرف ایک گہرے کا پانی ہی بحرِ ناپید کننا سمجھتے تھے مگر نہیں دنیا میں ایسے بھی سمندرِ وجود ہیں جن کی حقیقتہً جو دوسخا اور خدا پرستی کی لہریں اپنے اندر رکھتے ہیں۔ شیعہ تبلیغ میں اس درس گاہ نے خصوصیت کیساتھ تردیدِ مرزائیت میں وہ سامان ہیا کر دیا ہوا ہے کہ کسی مرزائی کو دہاں کے تعلیم یافتہ اور سند یافتہ مناظر سے ایک دو ہاتھ لڑنے کی بھی جرأت نہیں ہو سکتی۔

علیٰ بنہ القیاس حضرت قبلہ پر میر علی شاہ صاحب گڑوسی مظلمہ صوفی پیر جماعت علی شاہ صاحب علیپوری دام ظلہ کہ جن کے مقابلہ پر خود مسیح الاصل قادیان بھی تاب مقاومت نہیں لاسکا اور آج تک باوجود سخت مخالفت کے ان کا ایک بال بیگانہ ہوا۔ نہ کوئی پیشگوئی چلی اور نہ آسمانی نشان ظاہر ہوا بلکہ ایسا رعب چھایا کہ ان کا ذکر تک نہیں کیا جاتا نہ اخبارات مرزائہ اس کے متعلق کچھ لکھتے ہیں اور نہ جلسوں میں ان کا تذکرہ آتا ہے۔ مقابلہ کی فکر ہے بلکہ الہی شان ہے کہ ان کو دیکھ کر مرزائیت ساکت و لرزاں ہے۔

اس موقع پر اب جو روایات اسلامی پیش کی گئی ہیں ان کا مطلب واضح ہو گیا کہ مرزائیت کا فتنہ برپا ہوا تو مسلمانوں نے بھیجیں ہو کر غیر متعمد علماء کی طرف رجوع کیا جو اس فتنہ میں خود گرفتار تھے انہوں نے بجائے اس کے کہ ان کے اعتراضات کا جواب دیا ہوتا بکلامی شروع کر دی جس کی ابتداء برابن احمد میر میں ہے۔ کیونکہ اس کے حاشی اور البہات نام کے تمام بکلامی سے بھرے ہوئے۔ دوشالہ میں لپیٹ کر مخفی النہیں کو ایسا جوتا دکھایا ہے کہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہر ایک منکر اسلام کو برسرِ بیچارہ آمادہ کر دیا ہے۔ نہ عیسائی چھوٹے نہ آریہ نہ مسلمان کو چھوڑا اور نہ کسی ولی اور صوفی سے منہ پڑا۔ سب کو ایک لالچی سے ہانک دیا۔ اس کتاب میں تین سودا لیل صداقت اسلام میں کر نکا وعدہ کیا تھا مگر ایک ذیل بھی پیش نہ کی گئی اور پچاس جلدوں میں اس کی اشاعت بتائی گئی تھی۔ صرف پانچ حصے لکھ کر یوں مال دیا کہ شبِ محراب میں پچاس نمازوں کی بجائے پانچ مقرر ہوئی تھیں تو یہ بھی پچاس کی بجائے پانچ کا کر گئی۔ یہ حیل چل جاتا جبکہ اسمیں کم از کم تین سودا لیل صداقت اسلام کی بجائے تین دلائل

ہی ہوتے مگر صرف باتوں ہی میں ٹال دیا۔ مخالفین کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار بھی اسی کتاب میں شائع کیا تھا کہ اگر وہ ایسی کتاب لکھیں جو برابر میں احمدیہ کا مسکت جواب ہو وہ بھی غلط نکلا۔ خود برابر میں ہی معرض فہرر میں نہ اسکی تو بھلا جواب کون دیتا۔ یا تو یہ شوراشوری تھی کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور یا یہ بے مکی کی پاس کی بچا۔ بے پانچ کی سوچھی اور دامن چھڑا کر مسیحیت کی گاری چھیننے لگی لیکن اس وعدہ خلافی اور اس حیلہ سازی اور اس بدکلامی کا نتیجہ یہ ہوا کہ چاروں طرف سے مرزا ٹیٹ کو بدکلامی کا جواب بدکلامی سے دیا جانے لگا۔ تمام دی کا بازار گرم ہو گیا۔ اب لگے رونے ہائے اسلام پر مخالفین بدذہابی کی بوجھا کر رہے ہیں مسلمانوں اٹھو اس کی عجات میں مالی امداد کرو۔ درحقیقت یہ تمام خود بیخ الاض قادیان پر عاید ہوتی تھی۔ نہ گالیاں دیتے نہ گالیاں سنتے۔ اسی دراصل اسلام کو بدنام کیا اور مرزا ٹیٹ کا نام اسلام کے حکمرانوں کا لاکھوں روپیہ ضائع کر دیا جنہیں سے ان کتابوں کی نشر و اشاعت میں صرف ہوا اجتماع مخالفین مسلم و غیر مسلم کو گالیاں دینے میں مرتب کی گئی تھیں۔ بمقابل میں کون گوارا کر سکتا تھا۔ تو انہوں نے بھی دل کھول کر گالیاں دیکر دل کی بھڑاس نکال لی۔ آخر تک آ کر مسیح الاض قادیان نے کتاب البریہ لکھی جس میں حکومت ہند سے درخواست کی کہ لوگ مجھے گالیاں دیتے ہیں انکو روک دیا جائے۔ ذیل میں گالیوں کی فہرست لکھے ہوئے دس ورق سیاہ کر ڈالے مگر یہ سخت بے انصافی کی کہ اپنی کتابوں میں جو گالیاں مخالفین مرزا ٹیٹ پر درج کی تھیں مطلقاً ذکر تک نہیں کیا۔ اگر حکومت کسی مسلمان کو حکم دیتی کہ مرزا ٹیٹ لٹریچر کی گالیاں جمع کر کے کتاب البریہ کا جواب دے تو خود خود دو دو کا دودھ اور بانی کا پانی نظر آ جاتا۔ کیونکہ ہر شخص جو مرزا ٹیٹ لٹریچر کو مصفاہ نظر سے پڑھتا ہے وہ اسی نتیجہ تک آسانی پہنچ سکتا ہے کہ گالیوں کی ابتدا قادیان سے ہوئی۔ اور اس قدر گالیاں دیں کہ مرزا ٹیٹ انہی کتابیں بھی نہ سمجھاں سکیں جنکی مقدار مخالفین کی گالیوں کی نسبت تریا ٹری ہوئی۔ یہ کہ ہر کا کو بھی کوہ سے نسبت کی مثال غلط نکلتی ہے۔ اسی پر اکتفا نہ ہوا آج تک ان کا تمام لٹریچر مخالفین کو پانی پی کر کوس رہا ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ مولوی عطاء اللہ رمضان شریف گذشتہ میں گرفتار ہوئے تو قادیان سے فتوے نکلا کہ وہ شیطان تھا اسلئے وہ فیک کیا گیا مگر یہ خیال نہ کیا کہ خود مرزا ٹیٹوں کسی شہر میں آزادی لیا تھا اسی رمضان میں جلسہ کر سکی اجازت نہ تھی تو کیا قادیان بھی شیطان کا قید خانہ بن گیا تھا یہ ہے جناب کی شیرینی زبانی اور آپکی مطلق العنانی۔ پھر یہ حیرت ہے کہ برے حالات کی روایات مخالفین چسپاں کرتے ہوئے کسی کو بندر بنانا جاتا ہے کسی کو خنزیر۔ اور بھی پارہ گرم ہوا تو بدترین مخلوقات کا خطاب دیکر اپنی پرانی رسم تو ازہ کر لیا لیکن شیشہ میں منہ اپنا ہی نظر آتا ہے۔ ان روایات کا حقیقی مصداق آپ ہیں اور بدنام لوگوں کو کر رہے ہیں۔ الشاچر کو تو ال کو ڈالتے۔ اسلام کے نام پر مرزا ٹیٹ کی اشاعت میں مسلمانوں کا روپیہ خود ضائع کریں اور قوم کو ایک پانی کا بھی حساب نہ دیں۔ اور جس قوم سے روپیہ ہوا جاتا ہے۔ اسی قوم کو خنزیر اور بندر کا خطاب دیکر دوزخی بنانا جاتا ہے۔ کوئی مصیبت آپ کے

تو کسی مسلمان کی امداد کی بجائے رات دن ایذا و رسائی میں خرچ ہوتا ہے اور مسلمانوں کی کسی ہمدرد جماعت یا تحریک میں ذرہ بھر دلچسپی نہیں لیتی۔ اس پر یہ امید رکھی جاتی ہے کہ مسلمان مزاریت کو اسلام میں دخل سمجھیں اور مزارائی تقدس کو تسلیم کرتے ہوئے انکو اپنا سمجھیں۔ وہ سبحان اللہ اللہ سے تیری شان۔ آج ایک انٹرنس فیل بھی دعوت کرتا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے مسیح الارض قادیانی کا قائم مقام بنکر مبعوث کیا ہے۔ ذرہ خیال نہیں، نہ مذہبی زبان عربی کی لیاقت نہ ظلم میں کلمہ چلے۔ یہ سوچ کہ قرآن مجید مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ بایں دشمن و دشمن دعوت ہے مہریت کا مہریت کا۔ فخر الرسل ہو میکا۔ خدا فی روپ دہارنے کا اور متحد ہے تفسیر قرآنی کی کہ جس کا جزوی لازمی یہ ہو کہ ہر ایک آیت میں مسیح الارض قادیانی کی بشارت کا اشارہ نکالا جائے۔ تو پھر اسلام قادیان میں بھی نہیں رہا۔ وہاں بھی مزاریت ہی مزاریت جوئی سے سجلی تیری ذات کی سوسو ہے جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔

(۷) مزارائی، لاہوری تو مسیح الارض قادیان کو نبی نہیں مانتے صرف مجدد مانتے ہیں۔ اور جن لفظوں سے مخالفین مرید کی نبوت ثابت کرتے ہیں انکی نسبت انکا اعتقاد ہے کہ وہ اذعالی الفاظ نہیں بلکہ مجازی طور پر ہیں۔ اب اسی تاویل سے وہ کیلے کافر قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ پس علمائے اسلام کو کلمہ طیبہ کا کچھ احترام نہیں کہ کلمہ کو کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور وہ یہودیوں کے عقائد میں جنہوں نے خواہ مخواہ مسیح امرو کو عیسیٰ بنکر کے نزدیک خدا کا بیٹا سمجھ کر فتوے کفر کا دیا تھا۔ حالانکہ اہل توحید عیسائی حضرت مسیح کو انسان ہی سمجھتے تھے۔ علمائے اسلام بھی قادیانی عقائد کو پیش نظر رکھ کر نبوت مزارائی نہیں کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ بروزی طور پر یہودی ہیں اور ہم بروزی طور پر اہل توحید عیسائی ہیں جو مزار اصحاب کو صرف مجدد ہی مانتے ہیں۔ مگر یہ علماء ہنوی بات پر کافر بنا دیتے ہیں اسلئے وہ فتنہ ساز ہیں آج تمام مجالس میں اتفاق کی تلقین کی جا رہی ہے مگر محراب مسجد میں اختلاف کا بیج بویا جا رہا ہے۔ یہ لوگ اپنی سند پر ایک تبر پرست، فقیر عریان ملنگا نہنگ کو تو جگہ دیکر یا شیخ عبدالقادر جیلانی شمس اللہ کا ولیفہ کر سکتے ہیں مگر ایک مزارائی کو جو حضور علیہ السلام کے تاریخی حالات سنائے آباہو کا لیا دیکر نکال دیتے ہیں۔ یہ بڑے بے غیرت ہیں مزارائیوں کو کافر کہنے کی بجائے غیر جانکاب میں تبلیغ اسلام نہیں کرتے قرآن کا ترجمہ مختلف زبانوں میں شائع نہیں کرتے۔ اسلئے مزارائی خادم اسلام ہیں اور یہ دشمن اسلام کبھی کہتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنا اور کافر کو مسلمان سمجھنا کفر کی علامت ہے۔ اسلئے جو کافر مزار اصحاب کو مسلمان یا مجدد جانتا ہے وہ بھی کافر ہوا اور چونکہ مزارائی تمام مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں اسلئے وہ خود کافر ہو گئے مگر اس قسم کی تکفیر خود مسلمانوں میں بھی جاری ہے اور حقیقت ایک دوسرے کو حقیقی کافر نہیں جانتے کیا ہم سے ہی شرارت لینا ہے؟

مسلمان، یہ تاویل کہ مزار اصحاب مجازی نبی تھے اصل نہ تھے اسکا خلاصہ بھی بروزی اور کسی نبوت ہے۔ جسکے قائل قادیانی ہیں اور جسکو اسلام قبول نہیں کرتا اسکے خود مدعی نبوت کے اس صریح قول کو شبہ کر دیتی ہے جو اس اپنی نبوت عین نبوت محمدی قرار دیا ہے اور ایک غلطی کے ازالہ میں یہاں تک لکھ دیا ہے کہ مجھ میں نبوت محمدی دوسری

بشت میں ظاہر ہو رہی ہے کوئی دوسری نبوت نہیں کیونکہ اس مدعی نبوت نے اپنا وجود منفی کر کے وجود بھی محمدی کا ہی پیش کیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ یہی نبوت پہلے ہال تھی اب بدر ہو کر نمودار ہوئی ہے تو اب خود ہی انصاف سے بتائیے کہ کیا کبھی ظل بھی ذی نفس سے بڑھ کر نمودار ہوتا ہے؟ یہ صرف حقہ دینے کی باتیں ہیں ورنہ اندرون پر وہ صدا نہ کہہ دیا گیا ہے کہ نبوت محمدیہ پہلے ناقص تھی اب مکمل ہو کر ظاہر ہوئی ہے۔ کیونکہ مدعی نبوت مظہر اتم محمدی ہی نہیں بلکہ اس کا دعویٰ ہے کہ میں تمام انبیاء کا بروز ہوں اور موعود اکمل ہوں۔ تو گویا اذ الرسک اقلت کا مضمون بدلے ہوئے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ عہد حاضر میں تمام انبیاء و مرآتیت پھیلانے آئے ہیں۔ کیا ان تحریرات سے ثابت نہیں ہوتا کہ لاہوری بھی اپنے مرشد کو بظاہر مجدد و کبر مظہر الانبیاء اور جوی الدنئی حلال الانبیاء کا اعتقاد رکھتے ہیں گو قادیانیوں کی بطرح استقلال نبوت تک نہیں پہنچاتے مگر اسلام سے خارج ہونے کے لئے یہ بروز نبوت بھی کافی ہے ہاں اتنا فرق ضرور ہوگا کہ خس وج عن الاسلام میں قادیانی اول نمبر پر ہیں اور لاہوری دوسرے نمبر پر مگر امت محمدیہ کی نظر میں ہیں۔ بہاء الدن موعود اکمل کے ہم مرتبہ تو صل الزام سے ہر دو قسم مرزائیوں کے نزدیک ایرانی نبوت خارج از اسلام ہے بعینہ اسی طرح قادیانی اور لاہوری نبوت بھی اسلام کی نظر میں خارج از دین الہی ہے اس لئے لاہوریوں کی تاویل قابل التفات نہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ نبوت کے متعلق کسی قسم کی تاویل آج تک اسلام میں تسلیم نہیں کی گئی اور ایسی تاویل اگر خیوالوں کو امت محمدیہ کے صفات لفظوں میں اسلام سے خارج ثابت کیا ہوا ہے۔ کیونکہ کلمہ طیبہ کا احترام اسی میں مضمر ہے کہ ہر قسم کی حیلہ ساز نبوت کو ٹھکرا دیا جائے۔ اب یہ کہنا غلط ہوگا کہ ہم لاہوریوں کو قادیانی عقائد کی بنا پر خارج از اسلام جانتے ہیں نہیں بلکہ خود سیح الارض قادیان اپنی تحریرات کے روسے ان کے اندرون فی عقائد ظاہر کر رہے ہیں ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ لاہوری مرزائی مسلمانوں میں جذب نہ ہو جاتے اور یوں نہ کہتے کہ مسلمان ایک بڑی غلطی میں پھنسے ہوئے۔ وہ کیا ہے۔ یہی کہ ہم ان کے پیرو مرشد کو مجدد و مان کر عین محمد کا بلکہ مظہر جملہ انبیاء اور بدر اتم تسلیم نہیں کرتے اور ایسا کہنے والے کو خارج اسلام تصور کرتے ہیں اور اسی دھن میں ہر دو جماعت مرزائیہ اپنے اپنے دس قرآنی کے تشریحات میں مرزا پرستی کا جال پھیلاتے ہوئے تمام مسلمانوں کو قرآن و حدیث سے بیخبر اور خارج از اسلام تصور کرتے ہیں اور طعن و تشنیع اندوز بنانی کی شوق کیا کرتے ہیں۔ اخبارات اور شہادتات مرزائیہ بھی تحقیق آمیز الفاظ اور دشنام دہی سے خالی نہیں ہیں۔

تو پھر یہ کیوں شکایت کی جاتی ہے کہ مرزائی دُعا کو ہم مسلمان سنا گوارا نہیں کرتے اور نہ ہی کسی مرزائی کی زبان سے سیر نبویہ کا لیکچر سنا پسند کرتے ہیں کیونکہ ان کے ہر لفظ میں مرزا پرستی کی بو آتی ہے۔ اب یہی یاد رہے کہ امت محمدیہ کا اتحاد مذہبی اور اتفاق فی کسی حد تک ایک قبر پرست اور ملنگ نہنگ فقیروں سے ہو سکتا ہے مگر مدعیان نبوت سے نہ آج تک کبھی ہوا ہے اور نہ قیامت تک ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ توقع ہو بھی تو کیونکر؟

مرزائی ہمیں ایسے گنہگار سے تعبیر کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا سوال میں درج ہے کہ اگر وہی

الفاظ ان پر علمائے کائنات نے جانیں اور تادیس کر کے ذریعۃ البغایا یہودی، خنزیر، بندس، بدترین خلق اللہ جیسے الفاظ ان پر چسپاں کرنے میں ذرا بھر کوشش کی جائے تو فوراً مسکین بنی بن کر حکومت کے دروازہ پر دھکے دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اور تحصیل دواہن کے رنگ میں بار بار ہماری باہمی تکفیر کا سہارا لیکر پاٹو ہونگے رچائے ہیں۔ حالانکہ بار بار سمجھایا جا چکا ہے کہ ہماری باہمی تکفیر مسلمانیت اور اعلیٰ نبوت پر مبنی نہیں ہے یا ہمارا کوئی اختلاف ایسے مجدد کے متعلق نہیں ہے جو مظہر محمدی اور جری اللہ بنکر امت محمدیہ کو الی ناردوزخی غیر ناجی اور رسمی مسلمان سمجھتا ہو۔ اور یہ کتنے بڑے غضب کی بات ہے کہ مرزا پرستی کی نشر و اشاعت کو تبلیغ اسلام بتاتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ ہم نے قرآن کا ترجمہ نیتیں زبانوں میں شائع کر دیا ہے۔ میں چھوڑ کر سوز بان میں کریں میں کیا جھقیقت میں ہے تو یہ سب کچھ مرزا پرستی اور لہجہ درندہ مسلمانوں کی تبلیغی جھانٹوں سے مرزائیوں کو کیوں سمجھ رہی ہیں اس کا کاراز صرف اتنا ہی ہے کہ ہمیں اس مرض کا عارضہ نہیں کہ ہم قرآن و حدیث کے ہر پہلو پر مرزا پرستی کا گیت گایا کریں۔

خدا محفوظ رکھے اس بلا سے خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

شرارت لینے کی شکایت بھی بیجا ہے کیونکہ ہم بھی کہہ سکتے ہیں لاہوری اور تادیانی آپس میں یہودی اور عیسائی بنکر مسلمانوں کے مقابلہ پر پھر ایک ہو جاتے ہیں اور اپنی باہمی تکفیر بھول جاتے ہیں تو کیا ہم سے ہی شرارت لینا ہے؟

مرزائی، احمیت ایک خوبصورت محل ہے کورالمن ملاں اس کے بیت الاخلا میں غلطان میں یادہ ایک بارش ہے مگر کوچشم ملاں بھول چھوڑ کر خار سے لکھتے ہیں: حکمہ طیبہ سراج مانوں کے ہاتھ میں کم قیمت ہے الا کہ فہم از مطلب کی تنگ نہ میں مرزائی کا فریب جو حکمہ طیبہ کی نشر و اشاعت میں دنیا کے چپہ چپہ پر پھیل چکے ہیں حالانکہ وہ مرزا صاحب کو مجدد مانتے ہیں جو صحیح روایت کے رو سے بے دعویٰ دار ہیں۔ اور علامہ سیوطی نے مرقات الصدوق میں شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں، حاکم، بیہقی اور ابوالفضل اور عراقی بھی اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ وحی کے دعویٰ سے نبوت کا ثبوت نہیں ہوا کیونکہ وحی تو شہد کی مکھوٹ اور ذہن کو بھی ہوئی ہے اور نیک بندوں سے ہمیشہ کالمہ آئینہ ہوتا رہا ہے جو مبشرات کی قسم ہے۔ بخاری میں ہے کہ اگلے زمانہ میں حکمہ لینے مہم ہوتے تھے سو اگر تم میں کوئی ہے تو حضرت عمر ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی مکتوب میں لکھتے ہیں کہ ہر صدی پر مجید ہوتا ہے مگر مجدد الف ایک دوسری مہتی ہے۔ پہلی صدیوں میں متعدد مدعیان تجدید نظر آتے ہیں مگر اب صرف ایک ہی مدعی ہے تو اسے کہوں نہ مانا جائے۔ خصوصاً جبکہ اس نے ہر مذہب کا مقابلہ کیا ہے اور الیاء علم کلام ایجاد کیا ہے کہ مخالفین کو ساکت کر دیتا ہے۔ مخالفین پر اتمام حجت کیا ہے۔ برائین حجت ایسی کتاب لکھی کہ مولوی محمد حسین ٹالوی اہم پرنٹ نے بھی اشاعت اسلئے جلد ۱۱۹ ص ۱۱۹ تعریف کی کہ

آج تک ایسی بی نظیر کتاب نہیں لکھی گئی۔ گو علمائے سوبہ فیضی الف رہے ہیں۔ تذکرہ میں مولوی ابوالکلام سید محمد جو بنوری مہدی کی تعریف کرتے کرتے لکھتے ہیں کہ خدوم الملک رئیس علمائے سونے پول الزام دیکر مار ڈالنے کی طرف حکومت وقت کو توجہ دلائی تھی کہ یہ مہدی بلکہ شاہ زمان بننے کا مدعی ہے۔ بہر حال اگر یہ سب کچھ صحیح مانتے ہو تو بتاؤ اس صدی کا مجدد کون ہے؟

(مسلمان) جادو وہ جو سرچڑھ بولے۔ حدیث نے فیصلہ کر دیا کہ جن سے مکالمہ آئیبہ ہوتا تھا وہ اس امت میں پیدا نہ ہوں گے۔ بالفرض اگر کوئی ایسا بھی تھا اسکا فی طور چہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں ورنہ ان کے سوا جو بھی مکالمہ آئیبہ کا دعویٰ کرے جھوٹا ہے باقی رہا مجدد۔ سو اس کی واسطے مکالمہ آئیبہ کسی دلیل سے ثابت نہیں اسلئے مجدد قادیانی کا مرکب دعویٰ غلط ہو گیا کہ وہ مجدد ہو کر کلیمہ اللہ بھی ہے۔ اور یہ بھی کہیں ثابت نہیں کہ مجدد کیلئے اپنی تجدید کا اعلان کر دینا بھی ضروری ہے اور نہ یہاں تک زور دینا لازم ہے کہ اگر اسے تسلیم نہ کیا گیا تو اسلام سے خارج ہونا پڑیگا۔ ورنہ بتایا جائے کہ کس کس مجدد نے اپنا دعویٰ پیش کر کے مخالف مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر دیا تھا۔ مبشرات اور وحی کا مدعی اگر یہ دعویٰ کرتا ہو کہ مجھ سے خدا باری بھی کرتا ہے اور قرآن میرے ہنہ کی باتیں ہیں تو ایسی وحی سے مراد بھی وہ پانچ قسم کی وحی ہوگی جو برہن احمدیہ میں مدعی نبوت نے اپنے لئے تجویز کی ہے اور یہ وہی وحی ہے جو انبیاء سے مخصوص ہوتی ہے۔ مگر مرزا نے مختلف اوضاع و دعویٰ کو ملا کر رکھ دیا ہے کیونکہ مکملہ حسب تصریح حدیث نبی نہیں ہوتا اور مرزا کی وحی نبوتانہ رنگ ظاہر کرتی ہے۔ باقی رہا مجدد و سودہ نہ مکملہ ہوتا ہے اور نہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اسلئے تمھاری یہ ساری عمارت دھڑام کر کے گر چکی ہے۔ اب ہاموئی محمد حسین بشاوی کا تعریف کرنا سو اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب وہ تعریف لکھ چکے تھے تو بعد میں فوراً مرزا نے نبوت کا دعویٰ شائع کر دیا تھا اسلئے انہوں نے بڑی ڈانٹ سے روک دیا تھا کہ آئندہ میری تحریریں شائع نہ کرنا ورنہ میں تم کو جیل ساز تصور کر دوں گا (اوکھا قال) دیکھئے وہ خطوط جو منظرہ لدھیانہ سے پہلے ان دونوں کے درمیان شائع ہوئے تھے جنکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ برہن کے چار جلدیں شائع ہونے تک مولوی صاحب بھی اسی جہیز میں آگئے تھے کہ شاہ اسمین میں سودا لال صداقت اسلام میں قائم کئے جائیں گے۔ اور پچاس جلدوں میں یہ کتاب شائع ہوگی اور دس ہزار روپیہ کا اعلان بھی صحیح نکلے گا کہ کسی کو برہن کے مقابلہ میں قدرت نہ ہوگی مگر جب مرزا کے خدا نے اسے اسی تمام وعدہ خلافیوں سے ٹوٹ کر دیا تو آپ نے بھی کھدیا جیخوار میری تقریظ آئندہ شائع نہ کرنا مگر یہ فرقہ ایسا حیلہ باز ہے کہ جا بجا اپنی صداقت کی بنیاد اس منکرانہ قول پر رکھ کر لوگوں کو دھوکا دے رہا ہے کہ یہ لوہارا مجدد قابل تعریف ہے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ تعجب ہے کہ مرزا الی معترض نے اساتذہ سے جھگڑتے ہوئے علمائے اسلام کو کبھی گندے الفاظ سے تعبیر کا سے حالانکہ یہ

لفظ علمائے مرزائیہ پر زیادہ چسپاں ہیں۔ خود دعویٰ مجددیت نیم مولوی تھا جسکو علم دین پر پورا عبور نہ تھا مگر
 متنازع شیعہ مرزائی ملاؤں نے اسے اس پر آمادہ کیا کہ تمام گمراہوں کو اسلام کا کافر کہہ دے اسلئے زمان میں کلمہ طیبہ کا
 احترام باقی رہا اور ان کی کوششیں میں فرق آیا۔ آرام طلبی کا ملحدہ دیکر اپنی عالمگیری ثابت لگائی ہے۔ حالانکہ یہ
 عالمگیری مسیح اعدا کی خاص صفت میں اشتراک ہے مگر معترض ایسا مرزا پرست ہے کہ اسے اپنی لاعلمی کا کچھ
 بھی احساس نہیں اور نہ شعور ہے کہ اس کا روحانی تقدس بذریعہ استعمل کر نیے کس محمودی میں بجا جاتا ہے۔
 رہ رہ کر ابوالکلام کا قول پیش کیا جاتا ہے کہ ان سے بھی ہمدی جنونی کے مخالف علماء اسلام کو علمائے سو
 کہا ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی بڑا استدلال ہے جس کا قول سند ہو کیونکہ اس کی جوانی اور سہولت اس کی عدالت پر
 کافی شاہدیں اور کوئی تعجب نہیں کہ اہل حق جو اس وقت مجدد کی ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں اسے بھی علمائے
 سو کی صف میں لا کر کھڑا کرتے ہوں کیونکہ مذکورہ میں اس نے اہل اسلام کے خلاف بڑا زہر اگلا ہوا ہے تحصیل
 علماء کرتے کرتے یہاں تک کہہ گیا ہے کہ یہ کہتے ہیں جو بڑی پر لڑ رہے ہیں۔ خوب یہی آدمی وہ گیا یا مرزائی آدمی ہیں
 جو بذریعہ تشکیلات میں شرم کا مقام ہے۔ گالیوں سے تقدس حاصل نہیں ہوتا گالیوں سے اعلاعت نبوی پیدا نہیں ہوتی۔
 گالیوں سے خدا و رسول کی العبادت کا ثبوت نہیں مل سکتا۔ بلکہ وہ کوئی اودھ لڑتی ہے۔ جو آج تک تم علمائے سور پختی رہا ہے۔
 یہ کیا فخر یہ اعلان ہے کہ اگر مرزا محمد نہیں تو بتاؤ اس صدی کا مجدد کون ہے؟ کیا اگر یوں ہی کوئی غاصب ایک جائیداد پر
 قابض ہو جائے اور کہے کہ بتاؤ اس کا دعویدار کون ہے؟ کوئی نہیں اسلئے یہ میرا حق ہے کیا اس استدلال کو حکومت وقت کچھ وقعت دے
 سکتی ہے؟ یہاں کوئی بات صحیح بھی پیش کیا کرو۔ کیا صرف چترہ دنیا ہی سیکھے ہو تو پھر خدا آپ سے بچائے۔ بلکہ تمام مسلمانوں کو
 تمہارے جال جہالت سے محفوظ رکھے۔ امین۔ امین۔

(مرزائی) مرزا صاحب نے منہ مبر کے اعلان میں لکھا ہے کہ احمد کا ظہور مکہ میں ہوا۔ اور محمد کا ظہور مدینہ میں اور بیٹنگونی کی
 کہ احمد کا ظہور آخری زمانہ میں ہوگا۔ اور یہ دونوں نام حضور کے ہی ہیں۔ اسلئے مرزائیوں کا نام احمد ہی ہونا مطلب یہ ہے کہ یہ
 جماعت محمد اٹھی کو بلکہ کہہ رہی ہے اور مادہ پرستی کو مٹا رہی ہے صلیب ٹوٹ رہی ہے جہنم مزہ ہے ہیں وہاں نمک کی طرح
 پگھل رہا ہے۔ مرزا صاحب کی ۱۷ کتابوں نے آج پچاس سال کے عرصہ میں ثابت کر دیا کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ کلمہ توحید
 کا قائل اسلام سے خارج نہیں۔ ہر قوم میں نبی آئے ہیں۔ اسلام ہر مذہب پر غالب ہے اس کے اصول عقل کے موافق ہیں۔
 اجتہاد قیامت تک جاری ہے۔ قرآن شریف کا اصل ماخذ ہے۔ حدیث اس کے ماتحت ہے اور فقہ حدیث کے ماتحت ہے۔
 قرآن سنو سنو نہیں ہو سکتا۔ اسکی فاتحانہ طاقت تواریک محتاج نہیں۔ اسکی تمام مذہبی صداقتیں موجود ہیں حضور علیہ السلام
 جامع جمیع صفات کمالیہ ہیں اسلئے امت محمدیہ کسی دوسرے نبی کی محتاج نہیں۔ اسلامی خدمت مجدد اور امام وقت کے
 زیر ہدایت منور رہی ہے۔ مسلمان تبلیغ کریں اور اسلام کی ممانعت میں مجاہد نہیں۔ آمد کا کچھ حصہ دین کیلئے وقف کیا جائے۔

ذہبی مناسبات کو برداشت کیا جائے اور دین کو دنیا پر مقدم سمجھا جائے۔

مسلمان انکے میں اتحاد کو ظہورِ شخصی طور پر وہی تھا جو محمد کی شخصیت سے مدینہ میں ذاتی طور پر مستحضر تھا۔ اب اگر تادیبانی احمد مرزا، ذہبی شخصیت رکھتا ہے تو متاسخ جو گارڈ نہ مرزا مناسبات کا یہ دعویٰ غلط ہو جاتا ہے کہ میں وہی ہوں میری شخصیت درمیان میں نہیں رہی اسلئے میں محمد اور احمد ہوں لایک غلطی کا زائلہ، امام مہدی کا نام روایات کے روئے گئے احمد اور محمد ہے مگر اس سے یقیناً ثابت نہیں ہوتا کہ شخصیت بھی الگ نہیں ہے۔ ہزاروں آدمی ایک نام کے ہوتے ہیں تو کیا سب کو آپ ایک شخصیت کے قلمبجھیں گے؟ اسلئے یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو اعتقاد و تسامح کی بنا پر ہر مذہبی نبوت کا دھوکہ دے چکا تھا اور نظر آتا ہے۔ اور صحافت ظاہر کرتے ہیں کہ درحقیقت یہ جماعت مرزا غلام احمد کی پیرو ہے حضرت علیہ السلام کی امت نہیں ہے مگر اسی کمزوری کو درپردہ کرنے میں عجیب بہانہ پیش کیا جا رہا ہے جس کو عقل سلیم نہیں مانتی اور جو نقشہ اپنی ترقی کے متعلق پیش کیا جاتا ہے سو وہ بھی سب نیالی ہے نہ علیہ لونی نہ خنزیر مرے بلکہ عیسائی مذہب ترقی پر ہے۔ اسلام کی زندگیوں سمجھنا غلط ہے کہ اسی میں ہمیشہ ہر مذہبی نبوت کے مدعی پیدا ہوتے ہیں اور پورے تیرہ سو سال بعد اسی نبوت پیش آتی ہے۔ یہ حد ہندی کسی دلیل پر مبنی نہیں ہے۔ قرآن و حدیث کو اصول اسلام پیش کئے جاتے ہیں مگر مرالی نبوت نے اپنے الہام میں قرآن و حدیث کا وہ حصہ انتخاب کر لیا ہے جو اہل تشیع میں درج ہے ورنہ باقی قرآن سے انکو کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور احادیث بھی اپنے مطلب کی انتخاب کر لی ہیں۔ ان کی ردی کی نوکری میں پھینک دی ہیں۔ اسلام کو کسی نبی کا متنازع نہیں مگر مزائیت یہ اصول تسلیم کرتی ہے کہ نبوت سمجھنا کہ ایک انوکھی کافی نہ تھا بلکہ بار بار اسکا ظہور ضروری ہے تو پھر بھی اسلام ناقص رہا اور متاسخ کا محتاج ٹھہرا اور آریہ عقائد سے متحد ہو گیا جیسا کہ کیا گیا ہے کہ وید کے چار مذہبی حسبِ ضرورت زمانہ بار بار ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ دیانند بھی ان کا ہی پروردگار تھا۔ قرآن کو منسوخ نہیں مگر اس کی تحریف ایسی کچھ ہوئی ہے جو تشیع سے بھی بڑھ کر ہے۔ چنانچہ مخالفین صاف کہہ رہے ہیں کہ مرزا ابولکاسم جدید اسلام فقیر سے الگ ہے۔ اسلامی خدائے کو تبلیغِ مزائیت میں منکر کر دیا گیا ہے ورنہ ہمارے اسلام کو وہ یہودیت کے مساوی سمجھ رہے ہیں بلکہ گو کہ اگرچہ کافر نہیں سمجھا جاتا ہے مگر مزائیلوں کے نزدیک رافضیات کی روشنی میں ایسے کہہ کر وہ مذہب مرالی ہی ہیں باقی مسلمان کلمہ گو نہیں رہے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق مسلمانوں نے آخری زمانہ میں نبوت کا متاسخ تسلیم نہیں کیا اسلئے جس طرح محمد اول نے منکر کافر تھے اسی طرح محمد ثانی کے منکر بھی کافر ہیں، اور یہ بھی صرف کہنے کی بات ہے کہ دنیا پر دین کو مقدم سمجھا جائے۔ ورنہ غلط آدمی کے برخلاف ہے کیونکہ دنیاوی کاروبار میں مصروف ہو کر ارکان اسلام سے یہ لوگ بالکل نا آشنا ہو جاتے ہیں ان کی عمارتیں سرنگ ہو جاتی ہیں مگر سب بدوی ارحامی اینٹ کی جھین تدرامت کیے آثار نمودار ہیں۔ آئے دن چندوں کی اپیل سرف مزائیت کی تبلیغ کیلئے ہے ورنہ اسلام کے کچھ تعلق نہیں۔ بہر حال یہ جو کچھ پیش کیا گیا ہے صرف معاملاتِ دہی اور کلمہ دہی ہے۔ درحقیقت یہ ایک کمپنی ہے جو اسلام فرشتی کی دوکان پر لے کر اپنا پیٹ پال رہی ہے ورنہ اسلام سے انکو کچھ تعلق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت مرزا یہ امت محمدیہ کے ساتھ کوئی ایک موقوفہ پر بھی اسلامی

کام کرنے میں ایک دم تاخیر کرنے کو بھی تیار نہیں ہے۔

(مرزا علی احمدیت) اے حسب ذیل میں رسالہ دیو داؤن ریجنز انگریزی بیچنگ آف اسلام یہ دونوں مرزا صاحب کی تقریریں ہیں جو مولوی محمد علی صاحب نے کیا ہے۔ اسلام کا دیو داؤن کوکاب جو ۱۹۱۵ء سے شروع ہوا۔ لارڈ ہینڈل کے واسطے میں مسلمان ہوا۔ احمدی گرجوں میں گھس کر صلیب کو ٹوٹنے لگے اور الوہیت مسیح کے ابطال سے دجال کو ناک کیطرح کچھلانے لگے۔ ۱۹۱۵ء میں جرمنی میں مسجد کھڑی کی گئی اور رسالہ مسلسل جاری اور ایک سو جرمنی مسلمان ہو گئے۔ جرمنی میں قرآن مجید کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ ۱۹۲۰ء میں جاوا کام کرنا قائم ہوا جہاں ملک سوا موجود ہیں مگر سب بیکار ہیں پورے زبان میں ترجمہ ہوا بالیڈ میں شن قائم ہوا لہذا بہشت کا پاسپورٹ دینے والا گروہ حرس دیو میں پورا ہوا۔ مسیحا میں بریڈوا میں اور مختلف مقامات میں شن قائم ہیں۔ فیروز پور، بنوں، مظفر آباد، ڈیرہ غازیخان، اسلام آباد، ممبئی وغیرہ میں بھی شن قائم ہیں۔ مذہبی اشرار کی مختصر فہرست یہ ہے۔ مرزا صاحب کی نوے کتابیں حکیم نور الدین کی کتاب نور الدین، فصل الخطاب اور تصدیق براہین احمدیہ مولوی عبد الکریم کی خلافت راشدہ اور سیرت مسیح، مولوی محمد احسن امروہی کے متحدہ رسالہ جات، حکیم خدا بخش کی عمل مصفٰی، مولوی محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمہ قرآن شریف ۱۹۱۵ء، القرآن ۱۹۱۲ء-۱۹۱۳ء، سیرت خیر البشر، سیرت محمد مصطفٰی، محمدی پرائفٹ ۱۹۱۵ء پرائفٹ آف اسلام، محمد انیسٹر کراسٹ، مقام حدیث مسیح بخاری کا ترجمہ، البتوق فی الاسلام، احمدیہ ہومسٹا خواجہ کمال دین کی پانچ مسیحیت، اسوہ حسنہ نبوت کا ظہور، جسد البقار، حقیقۃ اللہ، اسلام میں کوئی فرقہ نہیں، راز حیات، توسیع فی الاسلام، معانہ اسلام، ام المائتہ اور ہزاروں کتابیں مفت تقسیم ہو چکی ہیں جو ۲۴ زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ ان کے مقابلہ پر ملے سوسے کا رنڈم ہیں۔ گاہیوں سے مطبع اور اشتہاروں کو ناپاک کرنا۔ مولوی ظفر علی کی اقتدار احمدیت کا جتنا فلاح نفع کیا اتنی ہی پھیلی۔ احمدی ہونے سے آریہ اور عیسائی ہونا اچھا ہے۔ بریلوی اور دیوبندی کی لگاتار جنگ۔ پہلے ایک گالی لکھ سکتے تھے اور اب تین لکھتے ہیں۔ عنایت اللہ شاہ کی فحاشی کے لوگوں کو کھینچو۔ قبر پرست ملانوا، خدا ان ملانوں سے اسلام کو محفوظ رکھے۔ اگر احمدی دنیا میں ہوتے تو بھلا یہ ملانے کیا سکھاتے؟ یہی کہ مسیح آسمان پر نیچے آئیکا منظر ہے۔ مہدی ملانوں کا ٹیگا۔ دجال کی پیشانی پر لٹ۔ دن سیاں لکھا ہوگا اس کے ہاتھ میں بارش، قحط، تھل، حیات، ہمت اور آب و آتش وغیرہ ہوں گے۔ سفید گردھے پر سوار ہوگا جس کی پیشانی باع ہوگی۔ ایسے لفظ گو احادیث میں موجود ہیں مگر ملانے کہتے ہیں ان پر غور نہ کرو۔ پھر ایک ملاں قرآن کی ایک آیت منسوخ کرتا ہے تو دوسرا دو چار اور منسوخ کر دیتا ہے۔ عنقریب یہ ملانے تباہ ہو جائیں گے اور احمدی ہی احمدی دنیا میں نظر آئیں گے۔

ربانی آئندہ،

عیسائی دوستوں کیلئے نئے افکار

از حضرت قبلہ حافظ مولانا محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین بیال شریف

بالفاظ انجیل مقدس ان کے جوابات
اس نے جواب دیں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی
کھوئی ہوئی بیٹیوں کے مولا اور کسی کے پاس نہیں
بھیا گیا۔ (متی ۱۵)

ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور انہیں حکم دے کے کہا
کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں
داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بیٹیوں
کے پاس جانا۔ (متی ۱۰)

مسیح ہماری لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں مول لیکر
شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے جو کوئی
لکڑی پر لٹکا گیا۔ وہ لعنتی ہے۔ (گلیتوں ۳)
کیونکہ وہ جو بھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے۔
(استثنائے ۲)

پس میں نہیں جانتا ہوں کہ جو کوئی خدا کی روح کی
ہدایت سے بولتا ہے وہ نہیں کہتا کہ یسوع ملعون ہے
رہ کر نیتوں ۱۱

جو اپنے خدا کو لعنتی کہے۔ وہ اپنے گناہ آپ اٹھائے
(اجبار ۲۲)

عیسائی دوستوں سے چند صاف صاف سوالات
۱۔ کیا مسیح کی موت عام فقی ماوردہ تمام دنیا کو ہدایت کرنے
آئے تھے؟

۲۔ کیا عیسائیوں کی مذہبی کتابیں حضرت مسیح کو لعنتی
کہتی ہیں؟

۳۔ کیا عیسائیوں کی اس گستاخی کے باوجود بھی یہ
راست بارہ اور سچے کہلا سکتے ہیں؟

۴۔ کیا عیسائیوں کی اس گستاخی کے باوجود بھی حضرت
مسیح ان کا کفارہ ہو سکتے ہیں؟

پس اے میرے دوست عیسائیو! سوچنے کا مقام ہے کہ جب آپ کی اپنی مذہبی کتب کے صریح الفاظ
کے مطابق جیسے کہ اوپر نقل کیے گئے ہیں حضرت یسوع مسیح آپ کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آپ انہیں
لعنتی کہہ کر ان کے حق میں سخت گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تو کیا آپ کے حق میں بہتر نہ ہوگا کہ آپ
اس مذہب کی طرف آئیں۔ جو خدا سے قدوس کے تمام رسولوں میں کسی قسم کا فرق نہیں کرتا، اور ان کی شان پاک میں

قادیانی مشین

(از جناب شاکر صاحب صدیقی)

نرا ہر خوشتریف لائے خود اک بار
کہہ کر رہا تھا نصیر اس کی واسطے ہزار
کہ قادیان میں مشینیں جو ہوتی ہیں تیار
ہے خوبی اور بھی لگتا نہیں انہیں ننگار
ہے چیز کام کی آئیگی کام گھر سوار
نہیں ہے آپکے فرماں سے گو مجھے انکار
میں تو ہاں کے نبی سے بھی بیطرح بیزار
نہیں عدوئے محمدؐ سے کھتا کچھ سرکار

مے مکاں پہ عبید اللہ مولوی صاحب
پس از کلام طلب کی مشین سینیوں کی
کہا جو اپنے مجھ سے یہ باتوں باتوں میں
ہیں پایدار جیستی بھی خوبصورت بھی
منگا لو تم بھی وہاں سے مشین اک ایسی
میں نے عرض کیا ان سے حضرت والا
رہی مشین تو یہ قادیان کی ایک طرف
حریف سرور دنیا و دیں ہے وہ اور میں

میں اسکو دشمنِ دینِ خدا سمجھتا ہوں

نہ پوچھیں اس سے زیادہ کہ کیا سمجھتا ہوں

شاکر صدیقی

شیعوں کے ادعاء حفظ قرآن کا حشر

شیعوں کا وہ معتبر آثار اہم مقدمہ جو ایک سال سے عدالت سب جج صاحب چکوال ضلع جہلم میں چل رہا تھا، اور جس کی طرف شیعیان پنجاب دہندگی نظر میں لگی ہوئی تھیں۔ ۳۰ اپریل ۱۹۳۷ء کو خراج ہو گیا، مقدمہ اسلے چھیڑا گیا تھا، لکشیوں کے ذمہ سے یہ الزام کہ ان میں کوئی حافظ قرآن نہیں ہے، رفع ہو جائے، اور عدالت سے شیعوں کے حافظ ہونیکا مندریکیت مل جائے۔ اس مقدمہ میں تین دفعہ حسین شیعہ ساکن چوہانگج البحر مدعی اودھو میدار چوہدری خان سنی ساکن ڈیرہ تحصیل چکوال علیہ تھا۔ بنا دعویٰ یہ تھی کہ ہر دو فریق نے باہم معاہدہ کیا تھا کہ ۲۴ فروری ۱۹۳۷ء کو اپنے اپنے حفاظ پیش کر کے مناظرہ کریں جو فریق ہار جائے وہ دوسرے فریق کو پانسو روپیہ تاوان دے، اتفاق سے انچارج افسران پولیس علاقہ شیعوں تھے۔ انہوں نے مصالحت یہ سمجھی کہ مناظرہ نہ ہو، چنانچہ سب انپیکٹر پولیس نے رپورٹ کر دی کہ ایشیادہ بے مناظرہ بند کیا جاوے۔ اس رپورٹ کی بنا پر ایس۔ ڈی۔ او بہادر چکوال نے مناظرہ بند کر دیا، لیکن باوجود اس کے مسلمانان اہل سنت کا ایک بڑا اجتماع علماء و فضلاء و حفاظ کی معیت میں تائیم معین پر چوہانگج البحر میں منعقد ہوا، چیمبر مبارک کارور تھا۔ اسی میدان میں نماز جمعہ ادا کی گئی، علماء و فضلاء نے وعظ و بیان سے حاضرین کو مستغنیف کیا اور شیعوں کو نالامہ کی دعوت دی گئی، لیکن ان کی طرف سے صدرائے برنخاست شیعوں کی تبدیل جماعت مدعی کے مکان میں صف قائم کیا کہ حسب معمول مرثیہ خوانی کئی رجبی، اہل سنت کے حفاظ قرآن نے تجوید کے ساتھ تلاوت قرآن مجید کی اور چھو دعا کے بعد اصرار و تکبیر کی گونج میں جلسہ برخواست ہوا، اس کے بعد کچھ عرصہ توسکوت رہا، لیکن تین دفعہ حسین کو چھیڑ خانی سوچی اور اُس نے ”اٹا چور کو تو ال کوڑا سے“ عدالت منصفی چکوال میں موبیدار چوہدری خان کی خلاف پانسو روپیہ حرجانہ کا دعویٰ داغ دیا، بہت دُور دُور سے گواہان منگوائے گئے، جنہوں نے حلفی بیانات دیئے کہ ہم لوگ موقعہ پر نہراؤں کی قعداؤں میں بمعہ حفاظ پہنچ گئے تھے، بنیوں کا کوئی ایک آدمی بھی وہاں نہ گیا تھا۔ راجھوٹ کی حد گئی، شہادت میں تین فرضی حافظ بھی پیش کئے گئے، جن میں سے ایک تو شیعوں کے مشہور مولوی کفایت حسین تھے، جن کے حفظ قرآن کا ڈنکا سچی دنیا میں مدت سے بج رہا تھا۔ آپ سے ایک رکوع پڑھنے کی فرمائش کی گئی، آپ آدھا رکوع بھی صحیح نہ پڑھ سکے، نہ صرف الفاظ بلکہ آیات بھی چھوڑتے گئے۔ جو الفاظ منہ سے نکلے غلط ہوتے تھے۔ چنانچہ قبیل ادعوا شش کا کہ مذخوہم فلم یشہبوا لحمہ میں فاش تبجید العہم پڑھا، ایسی فاش غلطی تو ایک ناظر خوان بھی نہیں کر سکتا جس کو ابواب والصرف اور صرف بہانی پر بھی عبور ہو، غرض حضرت کفایت کی حافظیت کا پردہ تو یوں چاک ہوا جس سے حفظ

جی تو مارے خجالت سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ شیعہ حاضرین بھی بحرِ زیادت میں غرق ہو رہے تھے۔ اس کے علاوہ دو اور اجہرتی تہی حافظ پیش کئے گئے۔ علی حسین شاہ ساکن دو مہلی ضلع کیل پورا اور قاسم شاہ ساکن چکڑا ضلع میانوالی۔ علی حسین کی نسبت اس کے وسیع سکون دو مہلی سے دہاں کے ذیلدار و منبردار کی چٹھی ہمارے پاس پہنچ چکی ہے۔ کہ وہ سنی المذہب ہے۔ جو سنیوں کی ایک مسجد کا امام بھی ہے۔ قاسم شاہ کی لہجہ شہرہ دارھی ہی اس کے سنی ہونیکا ستر فیکٹ تھا۔ اور وہ ایسا کوراندکلا کہ شعائر کا سنی بھی نہ تبارک۔ اور کہہ یاد قرآن میں یہ لفظ کہیں نہیں آیا۔ اس پر سچ صاحب نے قرآن سے من شعائر اللہ پڑھ کر گواہ کو شرمسار کیا۔ شیعوں کی شہادت حم ہونے پر اہل السنہ کے گواہان معزین۔ فوجی افسران۔ صوبیداران۔ ججداران و سفید پوشان کی شہادت ہو کر علماء و فضلاء و حفاظ کی شہادت ہوئی۔ سنی گواہان نے تاریخ متعین پر موقع پر جانے اور جمعہ کی نماز کھلے میدان میں گزارنے کی شہادت دی۔ ازیں بعد بحث و کلام ہوئی اور پھر مدعی کی درخواست پر سچ صاحب نے موقوفہ کا سامنے کیا اور مقدمہ کو بے ثبوت پاکر دعویٰ مدعی معذرت خارج کر دیا۔ (نامہ ہمارا از چکوال)

مبارک باد

نومہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بگویی کے فرزند ارجمند مولوی عبدالغفور صاحب بگویی کی شادی خانہ آبادی کی تقریب نہایت مسرت و انبساط اور شان و شوکت سے منعقد ہوئی۔ حضرت مخدوم العالم مولانا حافظ محمد قمر الدین صاحب سجاد نشین سیال شریف۔ حضرت صاحبزادہ حافظ محمد فخر الدین صاحب ودیگر جلیل القدر مہمانوں کی آمد سے خاصی چہل پہل رہی۔ اللہ تعالیٰ اس شادی کو مبارک کرے۔ ارکان حزب الانصار کی طرف سے مولانا محمد یحییٰ صاحب بگویی کی خدمت میں یہ مبارک باد عرض کیا جاتا ہے۔

دعوت اسلام

نومسلم شیخ محمد امین بیرسٹریٹ لاہور کی پیٹرن فی پنڈت نہرو کے نام کھلا مکتوب

راڈیل میں شیخ محمد امین صاحب بار ایٹ لا کے اس مکتوب کا مکمل ترجمہ درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے پنڈت جواہر لال نہرو کو دعوت اسلام کے سلسلہ میں بھیجا ہے

میرے پیارے بھائی پنڈت جواہر لال جی! سب سے پہلے میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میرے دل میں آپ کی دعاؤں و ذہنی قابلیتوں اور آپ کے دل و دماغ کی بڑی وقعت اور عزت ہے۔ آپ ہندوستان کے ان پیغمبروں میں سے ہیں جن پر ہندوستان بجا طور سے فخر کر سکتا ہے۔ اپنی اعلیٰ ترین اور مسلمہ قابلیتوں کے ذریعہ آپ آج نائٹ بن سکتے تھے۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ سرکاری عہدہ تک پہنچ سکتے تھے جو کسی ہندوستانی کو مل سکتا ہے لیکن آپ کو خطابات اور عہدوں کی پرکاشہ کے برابر بھی پرواہ نہیں ہے بلکہ آپ ہندوستان کی تحریک آزادی کو آگے بڑھانے کے لئے بہت تکالیف اور مصائب آلام برداشت کرتے چلے آئے ہیں۔

میرے عزیز بھائی! آپ کے شریفانہ مقصد میں امداد دینے کیلئے میری دلی آرزو ہے کہ آپ اسلام قبول کر لیں جس طرح کہ میں نے خود کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے اس اقدام سے یا بالفاظ دیگر آپ کی ایک ہی جست سے ہندوستان کی تحریک آزادی میں اتنی عظیم الشان مدد ملے گی کہ صدیوں کا کام ایک دو سال میں ہو جائیگا۔ آپ کی شاندار مثال سے نوجوان ہندوستان متاثر ہوئے گا اور ملک میں آزادی کی لہر دوڑ جائے گی جس سے سارا ملک بیدار ہو جائیگا اور نوجوانوں کی قوت عمل بنجر میں میں ضائع ہو رہی ہو جائے بار آور ہوگی اور آزادی وطن یا شہدائے اقوام کیلئے فوری سامان پیدا ہو جائے گا۔

پیغمبر اسلام ایک سوشلسٹ تھے۔ میرے محترم برادر! آپ سوشلسٹ ہونیکے مدعی ہیں لیکن آپ کو اسلام سے بہتر سوشلزم کہیں نہیں مل سکے گی۔ پیغمبر اسلام دنیا میں سب سے بڑے سوشلسٹ ہو گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنے پیروؤں کو کبھی شاگرد یا دوسرے حقارت آمیز لفظ سے مخاطب نہیں کیا بلکہ انہیں ہمیشہ اپنا اصحاب کہلوایا۔ جو ایک معزز خطاب ہے۔ اور جب کا صحیح ترجمہ ”کامریڈ“ ہے۔ اگرچہ حضور سرور عالم عرب کے حقیقی فرمانروا بادشاہ مقنن چیف راج سپریم سالار اور ڈکٹیٹر تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی ساری عمر غریبی اور افلاس میں بسر کی۔ اور ہر ایک کے جذبات کا احترام کرتے رہے۔ آپ نے ہر شخص کو اپنے قوا کو نشوونما اور ترقی میں مدد دی اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ اور کسی کے مذہب میں مداخلت نہ کی۔ آپ نے پُر زور بلکہ تلخی مخالفت کی۔ لا الہ الا حق الدین کا حکم یعنی مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔ ہمارے اس دعویٰ کی دلیل ہے۔ پیغمبر صاحب زندہ روحی نے سود کو

ناجائز قرار دیا۔ عورتوں کو مساویانہ حقوق عطا کئے۔ قوم و ذات اور رنگت کی تمیز کے بغیر سب کو قانون شریعت اور احکام الہی کے سامنے مساوی طور پر جواہر گردانا۔ محتاجوں، غریبوں اور ناداروں کی امداد کے لئے میسرں اور نافع الممال کوگون پرزکوۃ فرض کی۔ جس کو حج کر کے غربا اور مساکین پر تقسیم کر دیا جاتا۔ خود مختار اور مطلق العنان حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ سوداگروں کی حوصلہ افزائی کر کے تجارت اور یوپار کو ترقی دی۔ انسانیت کے ہند بانہ طریق ہائے جنگ کو جاری کیا۔ اور صرف حفاظت خود اختیار کی کے لئے جنگ کی اجازت دی یا کمزوروں اور ناتوانوں کی حفاظت کے لئے جنگ کو جائز قرار دیا۔ نیز دینی اور دنیوی تعلیم کو ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے فرض قرار دیا۔ اور علم حاصل کر نیکو و نیکو بہی فراموش تیرج دی۔ ایسی مقدس اور پاکیزہ ہستی کا پیغام ہمارے لئے قابل غور ہے۔ یہی اسی پیغام کو مختصر آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ چونکہ مجھے معلوم ہے کہ کتاب تعصب سے مراد ہیں آپ کا ایک مقصد زندگی یہ بھی ہے۔ کہ آپ ہندوستان کو ترقی یافتہ اور مسلمان قوم کی صف میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

اسلام اللہ کا دین ہے۔ پیغمبر صلعم نے اپنے مذہب کو اپنے نام سے موسوم نہیں کیا، بلکہ اس کا نام اسلام رکھا جس کے معنی قانون الہی کے آگے جھک جانا یا تسلیم کر دینے کے ہیں۔ وہی قانون جو ہر ذرہ خاک سے یکساں بلند ترین مخلوقات میں جاری و ساری اور کل کائنات پر حکمران ہے تحصیل علوم و فنون پر آپ نے اتنا زور دیا کہ تحصیل علم کو ہر مسلمان مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا۔ خواہ اسے اس مقصد کیلئے چاہیں وہاں تک کیوں نہ جانا پڑے۔ ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا کہ ایک عالم کی سیاہی ایک شہید کے خون سے زیادہ قیمتی و مقدس ہے۔ ایک تیسری حدیث میں مذکور ہے کہ علم کی مثال مسلم کے گندہ اونٹ کی مانند ہے۔ جہاں کہیں تم اسے پاؤ مضبوطی سے پکڑ لو۔ رحل اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انہیں احادیث مقدسہ اور شادات مبارک کا نتیجہ ہے۔ کہ عربوں نے ہندوستان، یونان، مصر اور چین کے علوم و فنون کو جمع کر لیا اور انہیں اضافہ اور اصلاح و ترقی کے بعد چاروں عالم میں منسلک کیا جن کو صداقت کیلئے چھیلا دیا۔

اٹھارہ شک گنداری کے لئے علم ریاضی کو وہ ہندو کہتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ علم ہندوؤں سے لیا اور علم الادویہ کو طب ایرانی کہتے تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اس علم کے ابتدائی اصول یونانیوں سے لئے۔ عربوں نے تمام ہندو چھان مارے۔ ان کے نقشے تیار کئے اور لینی قلعہ بنا کر بجا کیا۔ انہوں نے سب سے پہلے سڑکوں پر میل کے فاصلہ پر پتھر لگوائے۔ بازاروں اور کوچوں میں روشنی کا انتظام کرایا۔ نیکو کنوؤں کو کنوؤں کے ذریعہ سے سیراب کر نیکو بندوبست کیا۔ انہوں نے سب سے پہلے سوئی ایجاد کی انہوں نے یہ موجودہ کیسٹری (علم کیمیا) کی بنیاد ڈالی۔ ازل کی عرب ریورسٹیل ہیں ہی یورپین طلباء اور عالموں نے تمام علوم اور سائنس میں اسیرج یعنی علمی تحقیقات کرنا سیکھا اور مدبر نظر کی فراغت اور مخالفت سے بے نیاز اور مطمئن ہو کر انہوں نے یہ کام کیا۔ جہاں کہیں وہ گئے انہوں نے کتب خانے قائم کئے انہیں دوسرے سے نئے علوم حاصل کرنے اور دوسروں کو اپنے علوم و فنون

سکھانے میں یکساں سرت چلنی ہوتی تھی۔

اسلام رواداری سکھاتا ہے۔ اسلام میں رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور تمام نبی نوع انسان بھائی بھائی ہیں۔ چونکہ وہ خود کسی کا طرفدار نہیں ہے۔ وہ زمانہ قدیم سے ہر زمانہ اور عہد میں ہر قوم کی ہدایت کیلئے انبیاء اور مبلغ بھیجتا آیا ہے۔ اسلئے ہمیں نرائیں میں تعلیم دی گئی ہے۔ کہ تمام مذاہب کے انبیوں اور بزرگوں کا احترام جو پہلے کر چکے ہیں اور سرور کو نہیں صلح کو خاتم النبیین سمجھیں کیونکہ انہوں نے اس مقدس مشن کو مکمل کیا۔ جسے پہلے نبیوں نے شروع کیا تھا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ہم قانون ارتعالی دینی اور فیزی و دنیوی حقیقتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ پہلے انبیاء کی تعلیم تعلیمات ان کے زمانہ کے لوگوں کے لئے کافی تھیں۔ کیونکہ ضرورت کے مطابق تھیں یہاں تک کہ وہ وقت آپہنچا۔ جب بنی نوع انسان رکائے اناس کو ایک عالمگیر مذہب کی ضرورت لاحق ہوئی۔ چنانچہ پیغمبر عرب و عجم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور مبارک اس مذہبی خاکہ کی تکمیل کے لئے ہوا۔ جو پہلے انبیاء نے کھینچا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ نے ہمارے لئے ایسی تعلیم چھوڑی۔ جو بنی نوع انسان کی ضروریات کیلئے کفایتی ہے اور ہر زمانہ کے مناسب حال ثابت ہو چکی ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد قوانین فطرت پر رکھی گئی ہے یہ بنیاد انسانیت کیلئے زیادہ سے زیادہ بہبودی اور بھلائی کا ذریعہ ہے۔

کیا اکثریت اجماع ہوتی ہے؟ حال ہی میں ایک امریکن مصنف نے بایں الفاظ اظہار خیال کیا ہے کہ تہذیب و مذہب کی بنیاد میں بڑے اصول پر ہے جو انقلاب فرانس کی آفرینش ہیں اور یہ اصول آزادی مساوات اور اخوت ہیں اب ہمیں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ امریکن مصنف کا یہ قول کس حد تک یورپ امریکہ کی موجودہ مجلسی حالت کے پیش نظر صحیح کہا جاسکتا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں اکثریت کو یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ اقلیت کے لئے قانون بنائے اور اقلیت کا یہ فرض ہے کہ اکثریت کے بنائے ہوئے قانون کی پیروی کرے۔

یقیناً یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اکثریت میں عقلمند اور دانا اور قابل ترین افراد کی افراط ہوتی ہے۔ اس کے بغیر ہمارا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ اولیاء اصغیاء فلسفی اور سائنسدان ہمیشہ اقلیت میں پیدا ہوئے ہیں اکثریت کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ اقلیت کے لئے قانون بنائے اور اقلیت اس کے واسطے مجبور ہو کہ وہ اپنے ضمیر سے اکثریت کی خاطر دست بردار ہو جائے ہر برٹ اسپنسر نے آزادی کی یہ تعریف کی ہے۔

”ہر ایک آزاد ہو کہ جو چاہے کرے بشرطیکہ وہ اپنی طرح دوسرے کے مساویانہ حق آزادی میں مداخلت یا مداخلت نہ کرے۔“

اس تعریف کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ مغرب میں اقلیت کو اس قسم کے آزادیانہ حقوق حاصل نہیں ہیں اس کے مقابلہ میں اسلام کے اندر قرآن ایسے ہی بنیادی اصولوں کا علمبردار ہے جو اکثریت اور اقلیت

دولوں پر سادیا نہ حاوی ہیں۔ اس کے اندر ہر شخص کے واسطے صرف ایک قانون ہے خواہ ہم پر کوئی خلیفہ حکومت کر رہا ہو خواہ سلطان۔ یا یہ حکومت پارلیمانی حکومت ہو۔ لیکن یہ قوانین قرآن میں ذرہ برابر تغیر و تبدل نہیں کر سکتی۔ ایسے قوانین جن کا مقصد سب کی بھلائی ہے سہارے حکمران صرف اُن قوانین کا نفاذ کریں گے لیکن کوئی ایسا قانون نہیں بنا سکتے جس سے قوم کے کسی رکن کو نقصان پہنچ سکے۔

مغربی مساوات اور مساوات اسلامی۔ جہاں تک مساوات کا تعلق ہے یہ دو مل مغرب میں یکساں نہیں ہے۔ ہنگو دہاں انتہائی دولت مند اور انتہائی غریب طبقات نظر آتے ہیں وہاں امر الگ ہیں۔ عوام علیحدہ بعض استغدر دولت مند ہیں کہ وہ اپنے مال و منال کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ اسی طرح بعض کے ادبار و افلاس کا یہ عالم ہے کہ انہیں سر چھپانے کی بھی گنجائش نہیں نظر آتی۔

اس کے برعکس اسلام نے مساوات کی بحث محض چھڑی ہی نہیں ہے بلکہ اس جذبہ مساوات کو عملی جامہ پہنانے کیلئے نیکل قانون ڈھال لیتا ہے مثلاً اوقات عبادت میں مسلمان خواہ دولت مند ہوں یا غریب خواہ بلند مرتبہ ہوں یا کم حیثیت سیاہ فام ہوں یا سفید فام شانہ بشانہ مسجد میں کھڑے ہوتے ہیں۔

دوسرے ایک بہت ہی تفصیل میں جو قرآنی اصلاح میں رکواؤ لکھتا ہے امر اسے غریب کیلئے وصول کیا جاتا ہے۔ ہر لکھتا بیتا آدمی اپنی آمدنی کا چالیسواں حصہ دینے پر مجبور ہے جس کو ریاست جمع کر کے بیت المال میں غریب کے فائدے اور استحصال کیلئے محفوظ رکھتی ہے۔ اور غریب اس کو خیرات کے طور پر نہیں بلکہ اپنا حق سمجھ کر ہمیشہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح مسلم قوم میں کوئی انسان بے یار و مددگار رہا کرتا نہیں رہتا۔ کیونکہ یہ ایک فنڈ ہے جو ہمیشہ اس لئے ہمارا رکھا جاتا ہے کہ ضرورت مند انسانوں کی اس سے مدد کی جاسکے۔

اسلام اور قانون وراثت۔ پھر ہمارا قانون وراثت ایسا ہے کہ اس میں سرداری کیلئے جگہ ہی نہیں۔ کوئی آدمی خواہ کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو اس کے مرنے کے بعد اس کی جائیداد تمام خنداروں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ان خنداروں میں بیٹیاں اور بیوہ بھی شامل ہے تاکہ اس طرح دو پیہ سب کے ہاتھوں میں گردش کرتا رہے۔ بیٹوں کو دگنا حصہ ملتا ہے اور بیٹوں کو صرف ایک حصہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شادی کی وقت بیٹوں پر ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو بھر اور کچھ مال و متاع دیں۔ اور بیٹیاں اپنی شادی میں اپنے شوہروں سے مال و متاع چھل کرتی ہیں اس طرح ہر دو کا حصہ وی ہو جاتا ہے۔

سود کی ممانعت۔ پھر دیکھئے! اسلام نے سود لینا اور دینا منع کر دیا ہے سود لینے اور دینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مالدار تو اور زیادہ مالدار بنتے چلے جاتے ہیں لیکن غریب لوگ اور زیادہ غریب ہوتے جاتے ہیں۔ آخر کار نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چند لوگ بہت ہی مالدار ہو جاتے ہیں اور دوسرے بہت ہی غریب۔ مالداروں میں تکبر

اور کامیابی پیدا ہو جاتی ہے غریب اپنی وضع داری چھوڑ بیٹھے ہیں، اور ان پر حد سے زیادہ کام کا بوجھ پڑ جاتا ہے۔ اس صورت حال سے اکثر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک طرف خوف اور دوسری طرف حقارت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں جو بعض اوقات خونریز انقلابات کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ انہی باتوں کو روکنے کے لئے اسلام نے سود لینا اور دینا حرام قرار دیا ہے۔ ایک بڑا انگریز مصنف کہتا ہے کہ

کسی حکومت کے خزانہ میں اتنی دولت نہیں ہے کہ وہ جنگی قرضہ لئے بغیر ایک ہفتہ سے زیادہ جدید طرز پر جنگ جاری رکھ سکے۔ اگر سود کی مالیت کر دی جائے تو کوئی شخص حکومت کو سود کے بغیر وہ قرض دینے پر آمادہ نہ ہو گا۔ اور لامحالہ تمام حکومتوں کو جنگ سے باز رہنا پڑیگا جیتنے والا وہ جس مقصد کی تکمیل سے قاصر رہی ہے وہ اس پاکیزہ اصول کے ذریعہ حاصل ہو سکے گا۔ اور جنگ و جدل پر آنے کی باتیں بند کر جائیں گے۔

دولت جمع نہ کی جائے۔ اسلام نے یہ بھی منع کر دیا ہے۔ کہ اپنے گھروں میں سونا یا چاندی جمع کر کے رکھا جائے اسمین مصلحت یہ ہے کہ سونا اور چاندی ایک جگہ بیکار پڑے پڑے رہنے کی بجائے سب کے ہاتھوں میں پھرتا رہے۔ تاکہ اس سے سوسائٹی کو فائدہ پہنچے۔ امریکہ کی ایک عمدہ مثال ہمارے سامنے موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سونے اور چاندی کے ایک جگہ جمع ہو جانے سے کیا نتیجہ نکلا۔ گزشتہ جنگ کے دوران میں امریکہ نے بعض لڑنے والی حکومتوں کو بڑی بڑی رقمیں بطور قرضہ دیں جو سونے چاندی کی صورت میں واپس ادا کی گئیں یہ سارا سونا اور چاندی امریکن بنکوں کے ترخاؤں میں بیکار پڑا ہے۔ امریکہ کے سینڈیٹ کے ایک ممبر نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ انکے ہاں بیکاری کی وجہ یہ ہے کہ امریکہ کا مال خریدنے کیلئے ایشیا اور یورپ کے پاس کافی سونا اور چاندی نہیں ہے۔ اور مال کی کمی نہ ہونے کی وجہ سے انکے کارخانے بند پڑے ہیں اور بیکاری بڑھتی جا رہی ہے اگر اب جو سونا اور چاندی جو امریکہ میں بیکار پڑا ہے۔ یورپ اور ایشیا کو واپس دیدیا جائے تو وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ امریکہ کا مال خریدنے لگیں۔ اس طرح امریکہ کے کارخانے دوبارہ کام کرنے لگیں گے۔ اور کوئی شخص بیکار نہیں رہے گا۔

اسلام یہ کہتا ہے کہ سود پر وہ قرض دینے کے بجائے اپنا روپیہ تجارت پر لگانا چاہئے۔ اگر آپ ایک کارخانہ کھولیں تو اس میں بہت سے مزدوروں کو کام ملیگا اور در آمد برآمد کرنیوالوں پر پورے کمپنیوں اور چاندی کمپنیوں سب کو فائدہ پہنچے گا۔ تجارت ہم کو دیانتداری سکھاتی ہے۔ دیانتداری کے بغیر تجارت میں کامیابی نہیں ہو سکتی تجارت ہم کو فن حکمرانی سکھاتی ہے کیونکہ ہمیں اپنے گاہکوں کو خوش کرنے کے لئے اپنی تمام قابلیتیں استعمال میں لانی پڑتی ہیں۔ اس طرح ہم انسانی دلوں پر حکومت کرنا سیکھتے ہیں۔ اس کے برعکس سود تو مومن کو تباہ کرتا ہے کیونکہ تمام جنگیں سود پر لے ہوئے پیسے ہی سے لڑی جاتی ہیں۔

اسلام میں عورت کے حقوق۔ اور دیکھئے اسلام نے عورتوں کو مساویانہ حقوق دیئے ہیں عورتوں

کو جائیداد پر ملکیت کا حق ہے۔ کبھی عورت کی رضا مندی کے بغیر کوئی شادی نہیں ہو سکتی۔ اور اس کو طلاق لینے کا بھی آزادانہ حق حاصل ہے جس کو غلط ”کہا جاتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ ہر مرد کیلئے ایک عورت ہے اور ہر عورت کیلئے ایک مرد ہے۔ لہذا ہم کو اپنی رفیقہ حیات کے انتخاب میں احتیاط برتنی چاہئے۔ اگر شادی کے بعد نا اتفاقی پیدا ہو جائے تو مرد اور عورت اپنی طرف سے ایک ایک ناث مقرر کریں۔ تاکہ وہ ان کے درمیان صلح کرادے۔ اگر صلح نہ ہو سکے اور صلح ہونے پر بھی ہمیشہ کیلئے ناخوشگوار زندگی بسر ہونی کا احتمال ہو تو اسی وقت طلاق ہو سکتی ہے۔ مرد کی طرف سے طلاق کا اعلان ہونیکے بعد ان کو چار مہینے کی مدت دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ اس عرصہ میں دوبارہ سمجھوتہ کر سکیں اگر اس مدت میں بھی سمجھوتہ نہ ہو سکے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور دونوں اپنے اپنے انتخاب کے مطابق شادی کرنے میں آزاد ہوتے ہیں اب انگریزی سوسائٹی کا حال دیکھئے۔ یہاں باہمی رضا مندی کیساتھ طلاق نہیں ہو سکتی انگلستان میں کسی عورت کو طلاق حاصل کرنے کیلئے قانونی حالت کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ تو وہاں یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ مرد نے دوسری عورت کیساتھ زنا کیا اور اپنی بیوی کیساتھ یہ چماٹ سلوک کیا۔ علاوہ بریں طلاق کی کارروائی میں اس قدر خرچ پڑتا ہے کہ غریب لوگ اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ پھر یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ مسیحیت یا ہندو مذہب ان میں سے کسی میں طلاق کی اجازت نہیں ہے۔ عیسائی ممالک نے طلاق کی اجازت دیتے ہوئے صید قوانین منظور کر دیئے ہیں۔ اور ہندو اس کو شش میں ہیں کہ ہندو عورتوں کو چند واقعات کے ماتحت طلاق حاصل کرنے کے قابل بناتے ہوئے ایک قانون منظور کر آئیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح تمام دنیا اسلام کے وضع کردہ اصول کی طرف رجوع کر رہی ہے۔

تعداد ازدواج۔ بعض حالات کے ماتحت ایک سے زیادہ بیویں کیساتھ جو نکاح کی اجازت دی گئی ہے۔ اس سے عورتوں کی کچھ حق تلفی تصور نہیں کیونکہ قرآن کریم نے تعداد ازدواج کیلئے یہ شرط رکھ دی ہے کہ شوہر اس قابل ہو کہ وہ اپنی تمام بیویوں کیساتھ مساویانہ طور پر عدل و انصاف کر سکے۔ اسے ضروری ہے کہ وہ سب کے ہنر ادا کرے اور پہلی بیوی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی شادی کی وقت یہ عہد لے کہ وہ اس کی زندگی بھر میں کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کریگا۔ اسلامی قانون ہر عورت کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنی شادی کیلئے یہ شرط پہلے سے منظور کرائے کہ اپنے شوہر کیساتھ نا اتفاقی کی صورت میں اس کو حق حاصل ہو کہ وہ طلاق حاصل کرے۔ اس طریقہ سے وہ اپنے شوہر کے متعلق کسی قسم کے ظلم و ستم کے اندیشہ سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ علاوہ بریں کوئی دوسری بیوی بغیر اس کی رضا مندی یا منظوری کے بیاہی نہیں جاسکتی۔ اس سے فائدہ یہ ہے کہ اگر کوئی عورت تعداد ازدواج کی مخالف ہو تو اس کو ایسے مرد کیساتھ شادی کر نیکی ضرورت ہی نہیں جس کی ایک اور بیوی پہلے سے موجود ہو۔ اس اسلامی قانون کے مطابق کسی شہر یا قریہ میں تمام عورتیں ملکر یہ قرار دیا منظور کر کے تعداد ازدواج کا طریقہ مقرر کر سکتی ہیں کہ کوئی عورت

کسی ایسے مرد کیساتھ شادی نہ کرے۔ جس کی ایک بیوی پہلے سے موجود ہو لیکن اس کیساتھ ساتھ تعداد ازدواج کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جہاں مردوں کی آبادی کا ایک بڑا حصہ جنگ میں ہلاک ہو جائے۔ وہاں ایسے مرد کے ساتھ جس کی ایک بیوی پہلے سے موجود ہو شادی کر نیکاح ایسی ہزاروں عورتوں کو تخریق جبری زندگی بسر کرنے سے باز رکھ سکتا ہے جیسے کہ آج یورپ میں پائی جاتی ہیں۔

اسلام اور غلامی۔ اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم اپنے غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ ہم ان کو دبی کھانا کھلائیں جو خود ہم کھائیں ان کو دہی پٹیاں چڑھ کر پیسٹیں ہیں۔ اور ان کو آزادی حاصل کرنے کی اجازت دیں اس حکم کے ذریعہ اسلام نے غلامی کی بیخ کنی کی ہے۔ امریکہ میں اگرچہ غلامی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ صرف انفاق کی حد تک ہے اور وہاں غلامی مٹا اب تک موجود ہے۔ اگر کوئی جتنی کسی سفید فام عورت کو بوسہ دیتا ہوا پایا جائے تو اس کو زندہ جلادیا جاتا ہے پیغمبر اسلام نے غلامی کو یکساں جنسیت ظلم کیوں ممنوع قرار دیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آزاد شدہ غلاموں کی ایک بڑی تعداد باہر نکل جاتی۔ انہیں اپنی ضروریات کا ہم رسانی کے لئے فوراً کوئی کام حاصل کرنا ناممکن ہوتا۔ اور فائدہ کشتی کا نتیجہ ایک عظیم انقلاب اور بے فائدہ خونریزی کی صورت میں ظاہر ہوتا اسی لئے اسلام نے زیادہ انسانیت کے طریقہ پر اصلاح پیدا کی۔ اسلام نے قومیت اور رنگ کے امتیازات مٹا دیئے ہیں تمام انسان ہمارے بھائی ہیں۔ اور ساری دنیا ہمارا وطن ہے۔ جیسا کہ شاعر مشرق علامہ اقبال نے کہا ہے۔

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا ۔ مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا
اس طریقہ سے قومیت کی بجائے ہم میں ہیں الا قوامیت موجود ہے اور ہم کسی شخص سے نفرت نہیں کرتے۔
جج کے زمانہ میں تمام قومیتوں کے لوگ مکہ منظم میں جمع ہوتے ہیں۔ ہماری حیثیت الا قوام گذشتہ
چودہ سو سال سے برابر ہر سال ایک جگہ جمع ہوتی آئی ہے لیکن یہ سب کے سب مسلمان اپنے آپ کو ایک دوسرے کا
بھائی سمجھتے ہیں۔ اور عالمگیر اخوت کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔

اسلام دین فطرت ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ ہمیں کوئی چیز بغیر سوچے سمجھے نہیں مان لینی چاہئے بلکہ حق و باطل کے درمیان امتیاز کیلئے خود اپنی توجہ کرنی چاہئے ہم کو چاہئے کہ علم کی تلاش کریں۔ اور تو انہیں فطرت و ریاضت کی نیکی کو شش کریں ہم کو چاہئے کہ تاریخ کا مطالعہ کریں۔ دینی تعلیم اور دنیوی تعلیم میں کوئی فرق نہیں ہے اور ہر ایک علم مقدس ہے ہمارے ہاں ہر ایک مسجد ایک یونیورسٹی ہو کر کھڑی تھی جہاں مسلمانوں کو تمام قسم کے علوم سکھائے جاتے تھے جب تک مسلمان اپنے مذہب کے سچے پیرو تھے وہ ہمیشہ تعلیم و تعلیم میں پیش پیش رہا کرتے تھے۔

اسلام ایک عالمگیر اخوت کی تعلیم دیتا ہے اسلام میں رنگ و قومیت کا کوئی امتیاز نہیں ہے یہاں تک کہ ہم کو اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی رحمدلی کا سلوک کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسلام کے مطابق ہمارا بہترین مفاد

ہیں اور میں مضمر ہے کہ سب لوگ اچھے نہیں کیونکہ تمام بنی نوع انسان ایک ہی جسم کے اعضاء ہیں۔ اگر جسم کو کوئی گزند پہنچے تو اس کے تمام اعضاء کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ لہذا سب کو چاہئے کہ باہم اشتراک عمل کریں۔ اسلام نے ایک دوسرے پر شفقت لیجانے کے مقابلہ کے بجائے اشتراک عمل کا سبق دیا ہے آج ہم دیکھتے ہیں کہ اسی مقابلہ کی وجہ سے یورپ تباہ ہو رہا ہے اسلام کی تعلیم کے مطابق ہم کو چاہئے کہ نیک لوگ جہاں کہیں ملیں انکے ساتھ تعاون کریں لیکن بدکاروں کیساتھ خواہ وہ ہمارے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں ہرگز اشتراک عمل نہ کریں۔ اس طرح اسلام نے دنیا کے تمام نیکوکاروں کو ایک سطح پر لا کھڑا کر دیا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو اپنے فرض کی ادائیگی میں سب سے زیادہ طاعت گزار ہو۔

میرے معزز بھائی! میں ان چند کلمات کے بعد آپ کو دعوت اسلام دیتا ہوں کہ اسلام کی عالمگیر اخوت میں داخل ہو جائیے۔ اور جہاں نہ قومیت تشدد آمیز کیونزیم حریت سوز ناخوشیت۔ قسطنطینیت۔ خونریز نازیست بلدیہ اندہ بالشیونیزم۔ ناروا تعصبات رنگ و نسل اور سود خوارانہ سرمایہ پرستی کے تمام خیالات کو ضربِ عظیم پہنچا ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو صلح و امن، اخوت و رواداری، غربوں کی ہمدردی اور عام انسانی بہبودی و خوشحالی کے اضافہ کے لئے تمام بنی نوع انسان کے ساتھ عالمگیر تعاون کی تعلیم دیتا ہے۔ فقط والسلام

آپ کا بھائی۔ محمد امین رسائی ساگر چند، رابریٹ لاہور۔

(۱۰۱)

جن اصحاب کی میعادِ خیرداری کے نمبر ذیل میں درج ہیں ان کی

حاجے دستاں

آئندہ کیلئے اپنا زچہ ہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اگر خدا نخواستہ کسی مجبوری کی وجہ سے آئندہ خیرداری کا اودادہ نہ ہو تو بذریعہ کارڈ ڈفرنس اسلام کو مطلع فرمائیں غاموشی کی صورت میں ماہ اپریل کا پیرچہ بذریعہ وی۔ پی ارسال خدمت ہو گا۔ نیلہ ہندل غلام حسین منچر۔

جناب حضرت صاحبزادہ محمد عارف منٹو سی ڈی شریف ۱۰۸۳

جناب حافظ لال دین صاحب بہاول پور۔ ۱۰۸۴

جناب خان زادہ حبیب اللہ خان صاحب ہنگو ۳۷۶

جناب ملک خدا بخش صاحب شیر پور۔ ۱۰۹۰

جناب متولی صاحب جامع مسجد برما ۱۰۹۱

جناب اللہ بخش صاحب (رڈ کلوٹ)، ۱۰۹۲

جناب رحیم عبدالرحمن صاحب بی۔ اے پنڈی گھیب ۶۰۳

جناب نور محمد صاحب شانکر ۱۰۷۶

جناب سہارا خان صاحب نور پور رحیل ۱۰۷۹

جناب مولانا قاضی اللہ بخش صاحب ترنہ گورگنج ۱۰۸۰

جناب علی محمد صاحب جالندھر شہر ۱۰۸۲

عرض حال

دارالعلوم۔ ۱۲ ربیع الاول سے مولانا محمد دین صاحب بدھوی سابق صدر مدرس دارالعلوم سیال شریف کو صدر مدرس کے عہدہ پر مقرر کیا گیا۔ مولانا مدوح درس و تدریس کے فن میں خالص شہرت کے مالک ہیں۔ آپ چالیس سال سے تدریس کا کام کر رہے ہیں۔ پنجاب کے ممتاز مدارس میں صدر المدینین کے عہدہ پر فائز رہے ہیں اور پنجاب کے کئی علماء آپ کی شاگردی کا فخر حاصل کر چکے ہیں۔ مولانا محمد قاسم صاحب ہزار دی آپ کے معین ہیں گے۔ مولانا عبدالحی صاحب و مولانا عبدالرحمن صاحب صاحب بھی محنت و فن دہی سے خدمت تدریس میں مصروف ہیں۔ تعداد طلباء میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ۱۴ ربیع الاول کو حضرت قمر الملت مولانا حافظ محمد الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف نے دارالعلوم کا معائنہ فرمایا۔ اور اسباق بھی سنے آپ نے دارالعلوم کی حالت پر اطمینان کا اظہار فرمایا۔ اور اس کی ترقی کے لئے دعا بھی فرمائی۔ ترجمۃ القرآن والا درس نہایت کامیاب ہے۔ روزانہ صبح مولانا محمد قاسم صاحب مسجد چیک والہ میں درس دیتے ہیں۔

تبلیغ احکام الہی۔ ماہ مئی میں امیر حزب الانصار نے مولوی حبیب اللہ صاحب اترسری و مولوی منیر شاہ صاحب کلمیت میں میانی۔ گل محمد والہ و ساجی ال کا دورہ کیا۔ ان مقامات پر حزب الانصار کی سرپرستی میں تبلیغی جلسے منعقد ہوئے۔ سیال شریف میں حضرت شمس العارنین قدس سرہ العزیز کے عرس مبارک کے موقعہ پر بھی تقاریر ہوئیں۔ اس سفر میں بعض شیعہ روسا سے تبادلہ خیالات کا موقع ملا۔ ان کے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ ایک رئیس نے بدعات محرم سے اجتناب کا وعدہ کیا۔ اور بعض نے ہمارے پیش کردہ دلائل پر غور کے لئے مہلت طلب کی۔ سیال شریف سے واپسی پر مولوی حبیب اللہ صاحب نے جھنگ شہر و جھنگ گھمیانہ میں کامیاب تقریریں کیں ایک میزبان سے مناظرہ بھی کیا جس کا نہایت عمدہ اثر ہوا۔ جھنگ سے واپسی پر جھلوال میں بھی ایک میزبانی سے مناظرہ ہوا۔ جس کی وجہ سے چند مذہبین راہ راست پر آ گئے۔ جھلوال کے بعد بھیرہ سے ہوتے ہوئے مولوی صاحب موصوف کنڈیال میاوالی اور عین علی کے تبلیغی دورہ پر روانہ ہو گئے۔ ہر تہ مقامات پر ان کی تقاریر بے حد موثر ثابت ہوئیں مولوی منیر شاہ صاحب نے ۱۲ ربیع الاول کو سرگودھا میں سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دلنشین تقریر فرمائی اور بعد ازاں مٹھہ ٹوانہ و علاؤ تھل کے تبلیغی دورہ پر روانہ ہو گئے۔ مولانا عبدالرحمن صاحب میاوالی بھی خدمت تدریس کے ساتھ رخصت کے دنوں میں تبلیغی امور سرانجام دیتے ہیں۔ آپ ماہ مئی میں واڑہ عالم شاہ اور دھیر و وال کے جلسوں میں شرکت ہوئے اور حاضرین کو دعوت عمل دی۔ جیش رضا کاران کی ترتیب کا کام بھی آپ کے سپرد کئے گیا ہے۔

۱۴ ربیع الاول کو بھیرہ میں یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شان سے منایا گیا۔ جامع مسجد بھیرہ میں

ہدیہ تہنیت

حزب الانصار کے محترم رکن اور سربراہ اور وہ معاون میاں محمد شریف صاحب صاحب نے ہدیہ تہنیت کے فرزند اور چند اور میاں عبدالرشید صاحب سوداگر مدنی ملکنتہ کے ہجرت میاں گلزار احمد صاحب کی رسم شادی مورخہ ۲۲ اپریل بمقام میاں دھوم دھام سے منعقد ہوئی۔ عملہ حزب الانصار کی طرف سے ہم میاں صاحبان کی خدمت میں ہدیہ مبارک با عرض کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں زوجین کی سلامتی و اقبال کے لئے دست بدعا ہیں۔ ۱۰ صین۔

رسالہ شمس الاسلام ایچال کیلئے مفت

مژدہ جانفزا جہ ہدیہ شمس الاسلام کے منیر نورانی غلام حسین صاحب کی شادی خانہ آبادی ۲۸ اپریل کو دفعہ پذیر ہوئی، منشی صاحب نے منشی پچاس روپیہ ہدیہ شمس الاسلام کی اعانت کے لئے عطا فرمایا ہے۔ اس رقم میں سے پچاس مفلس اشخاص کے نام رسالہ مفت جاری کیا جائیگا۔ خواہشمند اصحاب جلد اپنی درخواستیں محلہ آٹھ آنے کے مکلف کے روانہ کریں۔ آٹھ آنے متفرق مصارف دفتر و ڈاک کے لئے ان سے لئے جائیں گے۔ اور رسالہ سال بھر کیلئے مفت جاری کیا جائیگا۔ تبلیغی ٹریکٹوں کی مفت تقسیم۔ حزب ذیل تبلیغی ٹریکٹ حزب الانصار کی طرف سے مفت تقسیم کے لئے جاتے ہیں۔ خواہشمند اصحاب ایک آنہ کا مکلف برائے خرچ و ڈاک بھیج کر طلب کریں۔ رو سادو فی ثروت اصحاب خرید کر مستحقین میں مفت تقسیم کریں۔ (۱) سنت اللہ کے معنی۔ (۲) میسر غلام احمد کی کہانی۔ (۳) میسر شیل شیخ میں (۴) میسر غلام احمد تیس قادیان اور اسکے بارہ نشان۔ (۵) دایات القرآن بحواب عقائد قرآن۔ (۶) نصاریٰ یہ رسالے میں روپیہ سینکڑہ کے حساب سے دفتر حزب الانصار بصرہ پنجاب سے مل سکتے ہیں۔ جو صاحب اس کا ذخیرہ میں حصہ لینا چاہیں وہ انہیں منگو اگر خواندہ اشخاص میں مفت تقسیم کے لئے ثواب دارین حاصل کریں۔

(بقیہ صفحہ ۳۸)

جناب میاں غلام نبی صاحب پنجابی بوگرا	۱۰۹۳	علی جناب نواب ملک اللہ بخش خان صاحب	
جناب مولوی اللہ یار صاحب جگہ والہ	۱۰۹۴	ڈانہ خواجہ آباد۔	۴۰۹
جناب سراج دین صاحب (برہما)	۱۰۹۵	جناب قاضی محمد افضل صاحب بھرہ	۱۱۲۴
جناب بابا سعید احمد صاحب ملکنتہ	۱۰۹۶	جناب رحیم اللہ خان صاحب دارا پور	۴۰۸
جناب مہر علی محمد بیات صاحب کھاریاں	۵۳۹		

میرزا یوں کے چہرے کے بارے میں

میرزا یوں کے دلائل و براہین دنیا سے اسلام سے مخفی نہیں۔ اب یہ امر بے نقاب ہو چکا ہے کہ میرزا یوں کے پاس سوائے چند مغالطوں کے اور کیا ہے؟ اور مغالطوں کی قوت استدلالیہ بھی تاریکیوں سے زیادہ ضعیف ہے۔ میرزا یوں نے جس میدردی سے اپنے ایمان کو تبنی قادیان کے نذر کر دیا۔ اسی طرح علم و عقل بھی ان سے اسی سلسلے میں رخصت ہوا۔ اور اسی قوت و اثر پر نظر ڈالنے سے یہ معاملہ صاف ہو جاتا ہے کہ جب مدت کسی قوم کو قعر انحطاط میں گرا نا چاہتی ہے تو سب پیشتر عقل کی نعمت سلب ہوتی ہے عقل کے چھٹنے ہی وہ ایسے افعال ذمیمہ کا ارتکاب کرتی ہے جسے حق و خلوق دونوں ناراض ہو جاتے ہیں اور بدترین طریق سے اس منہوس قوم کی تقدیر بدلت جاتی ہے۔ جس شخص نے آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت کو منقطع کر کے تبنی قادیان کے ساتھ وابستہ کر لیا مگر مانہ اقدام کیا۔ کیا عقل و فراست اس کا ساتھ دے سکتے ہیں؟ آج ہمیں ایک صاحب کا مکتوب موصول ہوا جس میں انہوں نے میرزا یوں کے چند بے سرو پا اعتراضوں کے حل چاہے ہم ذیل میں سب سے پیشتر ان کا اعتراض درج کریں گے اور اس کے بعد ہم اس کا جواب دیکر اپنے اعتراض سے سبکدوش ہوں گے۔

۱۔ میرزا یوں پر جب یہ اعتراض کیا جائے کہ مرزا صاحب کو باوجودیکہ ”الرحمن علم القرآن“ کا الہام ہوا پھر بھی وہ عقیدہ وفات صحیح کج خلق بارہ برس متواتر متونذلیہ کے معنی پورا پورے یسوع کے لئے ادا پھر اپنی تصنیفات میں حیات صحیح کے عقیدہ کو مشرک نہ عقیدہ گردانا۔ مرزا صاحب کے ان دونوں اقوال کے ملانے سے معلوم ہو گیا کہ مرزا صاحب بارہ سال تک مشرک ہے۔ اور نبی یقیناً ایک منہ کیلئے بھی مشرک نہیں ہو سکتا تو پھر نہایت ہو کر مرزا صاحب نبی نہ تھے۔ تو مرزا نبی ہمارے اس دلیل کا کئی طریقوں سے جواب دینے کی سعی کرتے ہیں اب ان کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔ اور پھر ہمارا جواب سنئے۔

الف) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اقلیم واسیل ان صدق ترجمہ اگر اس نے سچ کہا ہے تو اس کا باپ کی قسم وہ کامیاب ہو گیا ہے۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ”وابیہ“ کے الفاظ میں باب کی قسم کھائی اور دوسری جگہ فرمایا من خلف بغیر اللہ فقد اشرک یعنی جو خدا کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھائے وہ مشرک ہو جاتا ہے اب اگر مرزا صاحب مشرک ہیں تو معاذ اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان احادیث کی رو سے مشرک گردانا پڑے گا۔

اور ملا علی قاری نے مرآت بر حاشیہ مشکوٰۃ لکھا ہے قبل نعل هذا الحلف قبل النهی عن القسم بالاباء۔ کہ شاید یہ قسم باپوں کی قسم کھانے سے مانع کے قبل کھائی گئی ہو۔ تو آپ اگر اس امکان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض صاف ہو جاتا ہے تو اسی طرح مرزا صاحب کا دامن خطا بھی صاف ہے۔

الحجاب۔ میرزا یوں کے ایمان کو لیا دیا جائے وہ تو بھلائے بیٹے ہی سے کچھ نذر کر چکے ہیں اب اپنے ہی قصور و ملامت علی

قاری کی زبانی سنئے۔ ۱، من حلف بغیر اللہ فقد اشرك میں شرک مراد نہیں بلکہ صرف تشدید و مبالغہ ہے یعنی قسم کھانے کا بل صرف خدا کے تدوین کی ذات ہے جس نے اُس کے سوا کسی دوسری ذات کی قسم اٹھائی وہ خدا کی تعظیم میں دوسرے کو شریک گردانے والا جھڑلا علی قاری اسی مرقات بر حاشیہ مشکوٰۃ ص ۲۹۷ باب ۱۰ یمان والمنذوبین رقمطراز ہیں۔

من حلف بغیر اللہ فقد اشرك کے معنی یہ ہیں کہ قسم

من حلف بغیر اللہ فقد اشرك اسی اشرك غیر اللہ

فی التعظیم البلیغ فکانہ مشرك اشرك کا جلیا فیکون

نہجراً للبيانۃ۔

کھانیوں نے انتہائی تعظیم خدا تعالیٰ کا شریک بنایا تو یاد وہ

الفعل کا مرکب ہوا شرک نما ہے۔ اور یہ قسم کھانے کے لیے کسی کی

۲، افلم و ابیہ ان صدق میں باپ کی قسم نہیں کھائی گئی۔ مرزائیوں نے علی قاری کا سب سے آخری قول اعلیٰ هذا الحلف

قبل انھی ای نقل کر دیا اور اس سے پہلے عبارت کو نظر انداز کر دیا یہ بھی انکی دیانتداری کی دلیل ہے عی نقولہ و ترجیح گوداں نغو

لا علی قاری نے صراحتہ اس اعتراض کو مدفوع قرار دیا ہے۔ اور بعینہ اسی اعتراض کو لیکر اس کا جواب دیا ہے۔

قاضی نے کہا ہے کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ حدیث رمن

قال القاضی فان قبل هذا الحدیث مخالف لقولہ

صلی اللہ علیہ وسلم افلم و ابیہ فجوابہ ان هذا

الکلمۃ تجری علی اللسان لا یقصد بها الیمین بل

هو من جملة ما یزاد فی الکلام لحدیث التقریر والتاکید

ولا یؤدبہ القسم کما یزاد صبغة النداء لمجرد الاختصاص

دون القسم الی النداء و مرقات بر حاشیہ مشکوٰۃ

ص ۲۹۷ باب ۱۰ یمان والمنذوب۔

اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شائع صحیح مسلم لکھتے ہیں کہ

فان قبل الحدیث مخالف لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم افلم و ابیہ

ان صدق فجوابہ ان هذا الکلمۃ تجری علی اللسان

لا یقصد بها الیمین نووی شریح مسلم جلد ثانی ص ۲۹۷

باب النہی عن الحلف بغیر اللہ۔

اگر کہا جائے کہ یہ حدیث رمن حلف بغیر اللہ فقد اشرك

ارشاد مجزیہ رسالت پناہ افلم و ابیہ کے خلاف ہے تو اس کا

جواب یہ ہے کہ یہ کلمہ زبان سے نکل جاتا ہے اور اس سے قسم

مقصود نہیں ہوتی۔

اب ان دونوں مستند حوالوں سے نتیجہ ثابت ہو گیا کہ افلم و ابیہ میں قسم مراد نہیں اور قسم ہی مراد نہیں تو پھر اس سے استدلال کیا کیسے؟

اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ فقہ اشوک سے مراد شرک نہیں جسے من ترک لصلوۃ متعمداً فقد کفر ترجمہ جس شخص نے عمداً نماز ترک کرکے کیا اس نے

کفر کیا میں کفر کے الفاظ وارد ہوئے ہیں اور اس کو کفر نہیں بلکہ مراد ہے کہ اس جرم نے فیصل کا ترک کیا کہ اگر کفر کا ترک کیا تو کفر گناہ کا پانچواں حصہ تھا کیا اس میں کوئی ممانعت

نقص ہے جس سے کہ اگر صلوۃ کا ترک ہو جائے؟ اگر وہ اس کے قائل ہیں تو پھر من ترک لصلوۃ کی تجدید کرا لیں کیونکہ کسی نے عمداً نماز جاتی ہی ہوگی (زبان دار)

طریقت کا آفتاب غروب ہو گیا

آفتاب طریقت ماہر رموز شریعت فخر المثنیٰ حضرت مخدوم العالم حضرت مولانا سید مہر علی شاہ صاحب گورکھ دی ۲۹ صفر ۱۳۵۰ھ کو بمقام گورکھ شریف اس دار فانی سے ہمیشہ کے لئے عالم بقیٰ طوف تشریف لے گئے۔ اور اپنے لاکھوں خدام کو دردِ فرقت میں بے تاب اور چیخ اہل اسلام کو اشکبار و بے قرار بنائے۔ حضرت مرحوم کے سوانح حیات اثنا و اثنا شاعت آئندہ میں درج کئے جائیں گے۔ ہم ارکان حزب الانصار اور ادارت شمس الاسلام کی طرف سے حضرت مرحوم کے خلف الرشید حضرت پیر غلام محی الدین صاحب کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور بدرگاہ رب العزت مستدعی ہیں کہ خداوند کریم حضرت مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

موت العالم موت العالم

نہایت دلی رنج و الم کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ مجاہد مکن حضرت مولانا پیر سید قلندر پیران صاحب قادری زبیر قاتل شہی نے ۲۹ اپریل بروز خمیس شہر میوڑ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کے انتقال سے مسلمانان میوڑ ایک نخلص خادم ملت کی قیادت سے محروم رہ گئے ہیں۔ مولانا مرحوم جنوبی ہندوستان کے ایک سچے اور جانناز مجاہد تھے۔ دعا ہے کہ پروردگار عالم مرحوم کے جملہ پس ماندوں کو صبر جمیل اور حضرت مرحوم کو جنت کے نعیم نصیب فرمائے آمین۔ مولانا مرحوم نے اپنی ساری عمر اور ہر طرح کا اساس خدمات ملت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اپنے تین یتیم و کم سن بچوں اور بیوی کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ مسلمانان میوڑ کو چاہئے کہ ایسے متوکل مرد خدا کے پس ماندگان کی ہر طرح کی امداد اور پرورش تعلیم و تربیت کے لئے ایک فنڈ قائم کریں۔ ہم حضرت معین انوارت سیدت تاج پیران صاحب سجادہ عاجز پٹ بنگلو رٹی و دیگر اکابر میوڑ کو مشورہ دیتے ہیں کہ جلد از جلد اس سلسلہ میں عملی اقدام کریں۔ اور مرحوم کی روح کو اطمینان و مسرت پہنچائیں۔

علی جواہر گذشتہ چار پانچ سال کے رسائل شمس الاسلام کے کچھ پرچے موجود ہیں۔ یہ رسائل کی بہت جلد نایاب ہو جائیں گے۔ شائقین رعایتی قیمت پر دو آنہ فی پرچہ کے حساب منگوا سکتے ہیں۔ ملنے کا پتہ: منیجر سالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم

موسمًا من مواسم الخير والبر

والجود والكرم والسخاء

والعفو والمغفرة والرحمة

والهدى والنعيم والمآب

والجنتين والجنات والرضوان

والعاقبة الطيبة والدار الآخرة

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم

موسمًا من مواسم الخير والبر

والجود والكرم والسخاء

والعفو والمغفرة والرحمة

والهدى والنعيم والمآب

والجنتين والجنات والرضوان

والعاقبة الطيبة والدار الآخرة

والجنتين والجنات والرضوان


والعاقبة الطيبة والدار الآخرة

والجنتين والجنات والرضوان

والعاقبة الطيبة والدار الآخرة

والجنتين والجنات والرضوان

والعاقبة الطيبة والدار الآخرة



Printed at the Manohar Press, Sargodha by M. Zahur Ahmad Bugvi
Editor & Printer and Published by him from the
office of "Shams-ul-Islam", Bhera.

